زینب

لجنہ اماءاللہ ناروے

اکتوبر - نومبر - دسمبر 2017

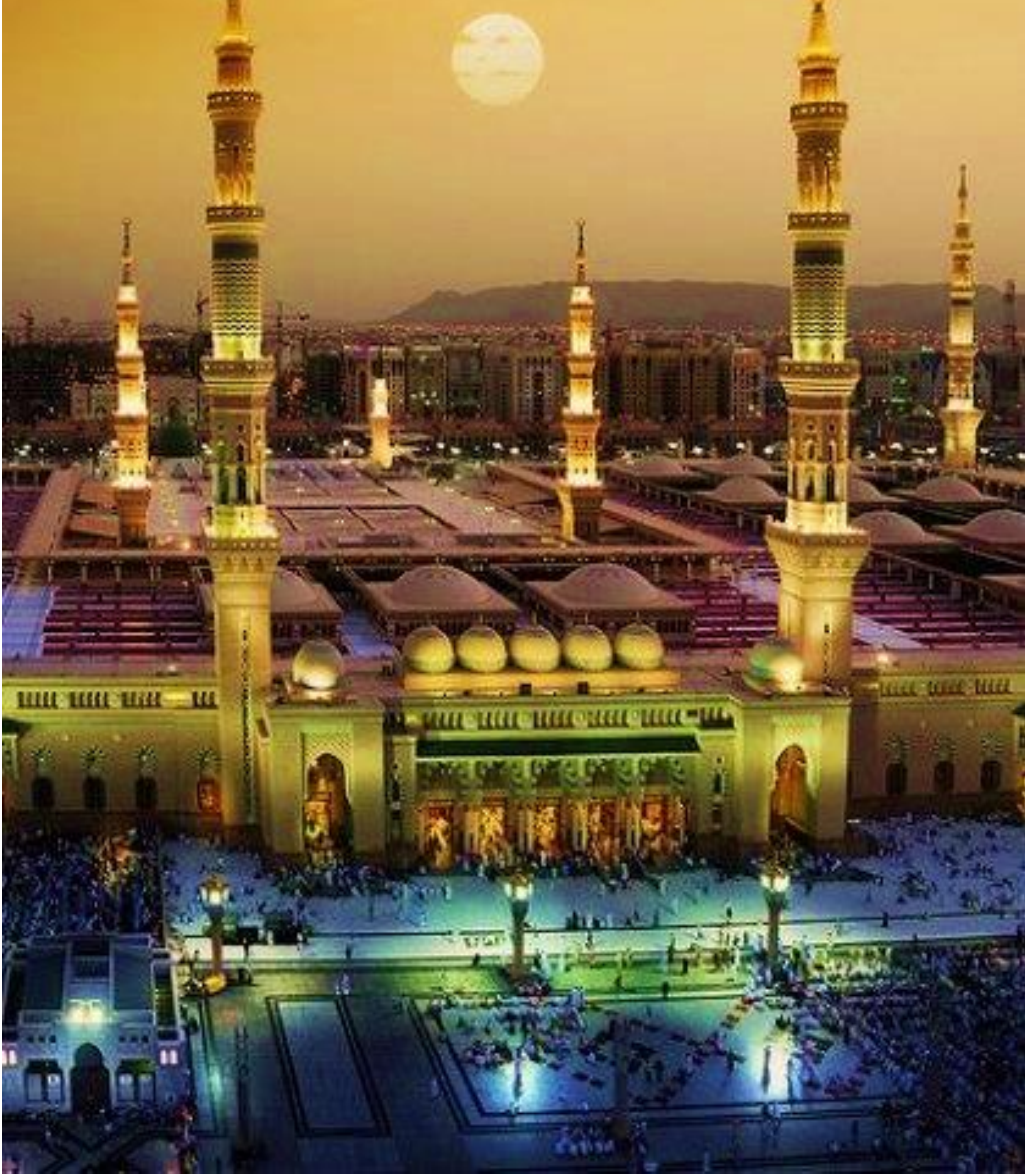

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

امام جماعتِ احمدیہ

محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے لجنہ ناروے کا سہ ماہی رسالہ "زینب" موصول ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ یہ رسالہ شعبہ اشاعت کی ایک اچھی کاوش ہے۔ الحمدللہ مضامین کا معیار بھی اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی اشاعت کو تمام لجنہ وناصرات کے لئے علمی وروحانی ترقی کا باعث بنائے۔ آمین

سب لجنہ وناصرات کو میرا محبت بھرا اسلام پہنچادیں۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

سہ ماہی زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے کی علمی، تعلیمی وتربیتی سرگرمیوں کا ترجمان

شمارہ اکتوبر، نومبر اور دسمبر 2017ء

سرپرستِ اعلیٰ

امیر جماعت احمدیہ ناروے مکرم ظہور احمد چوہدری صاحب

زیرنگرانی

صدر لجنہ اماء اللہ ناروے مکرمہ بلقیس اختر صاحبہ

مجلسِ ادارت

نیشنل سیکرٹری اشاعت	محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ
نائبہ سیکرٹری اشاعت	محترمہ صدیقہ وسیم صاحبہ
مدیرہ حصہ نارویجن	محترمہ مہرین شاہد صاحبہ
پروف ریڈنگ	محترمہ عفیفہ نجم صاحبہ
	محترمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ
سرورق	عزیزہ مدیحہ احمد
پرنٹنگ	محترمہ شمسہ خالد صاحبہ
شائع کردہ	شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ

Søren Bulls veien 1

1051 Oslo

Tlf: +47 22322746

FAX: + 47 22320211

....

فہرست مضامین

القرآن الکریم	2
کلام الامام	3
اداریہ	4
خلافت خامسہ کی بابرکت تحریک	6
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 20 مئی 2016ء	8
منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام	16
سورۃ الفاتحہ کی اہمیت وفضیلت	17
نظم	20
اسلامی کیلنڈر	21
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	26
منظوم کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ	28
عید میلاد النبی ﷺ	29
نظم	31
تحریک جدید کے تحت ہونے والے کام	32
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفات کی کلاس	35
پانچ بنیادی اخلاق	36
دھنک کے رنگ	37
لجنہ اماء اللہ کی جوبلی کے کام	38
صحت کارنر	39
دعائیہ اعلانات	40
ناصرات کا صفحہ	41

....

القرآن الکریم

سورۃ الاحزاب 41-48

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ

وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ

وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿۴۱﴾ ع

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا

کَثِیۡرًا ﴿ۙ۴۲﴾

وَّ سَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا ﴿۴۳﴾

ہُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَ مَلٰٓئِکَتُہٗ

لِیُخۡرِجَکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ وَ کَانَ

بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا ﴿۴۴﴾

تَحِیَّتُہُمۡ یَوۡمَ یَلۡقَوۡنَہٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَ اَعَدَّ

لَہُمۡ اَجۡرًا کَرِیۡمًا ﴿۴۵﴾

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا

وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ﴿ۙ۴۶﴾

وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا ﴿۴۷﴾

وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِاَنَّ لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ

فَضۡلًا کَبِیۡرًا ﴿۴۸﴾

1۔اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

41۔محمّد تمہارے (جیسے) مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتَم ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

42۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا کرو۔

4 3۔اور اس کی تسبیح صبح بھی کرو اور شام کو بھی۔

44۔وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالے اور وہ مومنوں کے حق میں بار بار رحم کرنے والا ہے۔

45۔ان کا خیر مقدم، جس دن وہ اس سے ملیں گے، سلام ہوگا اور اس نے ان کے لیے بہت معزّز اجر تیار کر رکھا ہے

46۔اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے ایک شاہد اور ایک مبشّر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے۔

47۔اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر۔

48۔اور مومنوں کو خوشخبری دے دے کہ (یہ) ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔

(یہ ترجمہ خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کریم سے لیا گیا ہے)

حدیث نبوی ﷺ

عَنْ عَا ئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہ عَنْھَا قُوْلُوْا خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَ لَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (آنحضرت ﷺ کو) خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ:832)

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''مجھے خدا کی عزت وجلال کی قسم ہے کہ مَیں مومن اور مسلمان ہوں اور مَیں ایمان رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور اس کے فرشتوں پر اور بعث بعد الموت پر۔ اور مَیں ایمان رکھتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ تمام رسولوں سے افضل اور خاتم النّبیّن ہیں۔'' (ترجمہ از عربی عبارت حمامۃ البشریٰ صفحہ:8)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

''اللہ جلشانہٗ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتَم بنایا اور آپ ﷺ کو افاضۂ کمال کے لیے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النّبیّن ٹھہرا۔ یعنی آپ ﷺ کی پیروی کمالاتِ نبوّت بخشتی ہے اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوّتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ:96-97)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا ہے۔ اگر مَیں آنحضرت ﷺ کی امّت نہ ہوتا اور آپ ﷺ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی ﷺ نبوّت کے سب نبوّتیں بند ہیں اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔ پس اس بناء پر مَیں اُمّتی بھی ہوں اور نبی بھی۔'' (تجلّیاتِ الٰہیہ صفحہ:24-25)

اداریہ:

تنظیم لجنہ اماء اللہ

پچیس دسمبر 1922ء کا دن لجنہ اماء اللہ کی تاریخ میں نا قابلِ فراموش دن کی حیثیت رکھتا ہے۔اس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رضی اللہ عنہ نے احمدی مستورات کی تربیت کے لیے ان کی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی۔

جولائی 1928ء میں چھوٹی بچیوں کے لیے ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی گئی۔

اپریل 1944ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا کہ ''اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔'' چنانچہ اس خدائی تحریک پر حضور نے لجنہ اماء اللہ کی تربیت اور تنظیم کی طرف گہری توجہ فرمائی۔لجنہ اماء اللہ کی قربانیوں کے نتیجہ میں ہالینڈ ڈنمارک اور لندن میں مساجد کی تعمیر ہوئی۔اسی طرح لجنہ نے مسجد برلن کے لیے بھی خطیر مالی قربانی پیش کی۔

عورت اور مرد ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔اگر یہ دونوں پہیے اپنے اپنے دائرہ میں درست چلتے رہیں تو قوم ترقی کی منازل پر رواں دواں ہوتی ہے۔عورت کی گود آئندہ نسل کا گہوارہ ہے۔اگر ہماری بہنیں اچھی تربیت یافتہ نہ ہوں تو اولاد بھی اچھی اور قابل نہ ہوگی۔اور جب اولاد اچھی نہ ہوئی تو قوم کس طرح ترقی کرے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

''حقیقت یہی ہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ اگر پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی گویا خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کو تمہاری اصلاح کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ جب تک تم اپنی اصلاح نہ کر لو ہمارے مبلغ خواہ کچھ کریں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔''

حضور احمدی عورتوں کو مخاطب کر کے مزید فرماتے ہیں۔

''یہ کام ہمارے بس کا نہیں بلکہ یہ کام تمہارے ہی ہاتھوں سے ہو سکتا ہے۔ جب تک ہماری مدد نہ کرو اور ہمارے ساتھ تعاون نہ کرو اور جب تک تُم اپنی زندگیوں کو اسلام کے فائدہ کے لیے نہ لگاؤ گی اُس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کے دو حصے کر کے اُس کے اندر الگ الگ جذبات پیدا کیے ہیں عورت مرد کے جذبات کو صحیح طور پر نہیں سمجھتی اور مرد عورت کے جذبات کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتا۔پس چونکہ ہم ایک دوسرے کے جذبات کو پہچاننے سے قاصر ہیں۔اس لیے مردوں کی صحیح تربیت مرد ہی کر سکتے ہیں اور عورتوں کی صحیح تربیت عورتیں ہی کر سکتی ہیں'' (الازھار لذوات الخمار صفحہ 351-352)

چنانچہ اس وقت لجنہ اماء اللہ کی تنظیم دُنیا کے 210 ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔قبل ازیں دُنیا بھر کے تمام ممالک کی تنظیمیں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کے ماتحت ہوتی تھیں۔ ہر ملک میں مشنری انچارج اس کے نگران ہوا کرتے تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 3 نومبر 1989ء کو اس نظام میں تبدیلی کرتے ہوئے ہر ملک کی لجنہ کی نیشنل صدر کو سربراہ مقرر کر دیا۔اور ہر ملک کی تنظیم براہِ راست خلیفہِ وقت کی ماتحتی میں آ گئی۔ ناروے میں لجنہ اماء اللہ کی اساس یکم مارچ 1975ء کو رکھی گئی۔ جب سویڈن و ناروے کے مبلغ مولوی مُنیر الدین احمد

صاحب نے اپنے زیرِ صدارت لجنہ اماءاللہ کا انتخاب کروایا۔ اُس وقت ناروے میں کل تیرہ 13 ممبرات اور کل 3 ناصرات تھیں۔

30 ستمبر 1975ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے لجنہ اِماءِ للہ ناروے سے خطاب فرمایا۔ ''آپ نے ناروے کی لجنات کو نصیحت کی کہ یہاں آکر آپ نے اپنے آپ کو ان لوگوں کے رنگ میں نہیں رنگنا بلکہ اُن کو اپنے رنگ میں رنگنا ہے۔ آپ کا نصب العین یہ ہے کہ آپ نے اسلام کی اشاعت کرنی ہے۔''

لجنہ اماءاللہ کا ایک اپنا دستورِ اساسی ہے جس کے مطابق ہر ملک میں نیشنل صدر کا انتخاب ہوتا ہے۔ جو دو سال کے عرصہ کے لیے منتخب کی جاتی ہے۔ صدر لجنہ اماءاللہ ملک مجلس عاملہ ملک کے عہدیداران کو نامزد کر کے ان کے تقرر کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کرتی ہے اور ان کا تقرر ایک سال کے لیے ہوتا ہے۔ اور اسی طرح عہدیداران کے تقرر میں کسی بھی تبدیلی کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے منظوری حاصل کی جاتی ہے۔ پندرہ سال سے زائد عمر کی ہر احمدی خاتون کے لیے اس تنظیم کا ممبر ہونا لازمی ہے جبکہ سات سال سے پندرہ سال تک کی بچیاں ناصرات الاحمدیہ کی ممبر ہوتی ہیں۔ لجنہ کا سال یکم اکتوبر سے شروع ہو کر تیس ستمبر کو ختم ہو جاتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقاصد کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن مقاصد کے حصول کے لیے یہ تنظیم قائم کی گئی ہے۔ اس موقع پر ادارہ زینب نئی نیشنل صدر صاحبہ لجنہ ناروے کو اور ان کی عاملہ کو مبارکباد پیش کرتا ہے نیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مقبول خدمت دین کی توفیق سے نوازے اور ہر کام کا انجام بخیر ہو۔ آمین

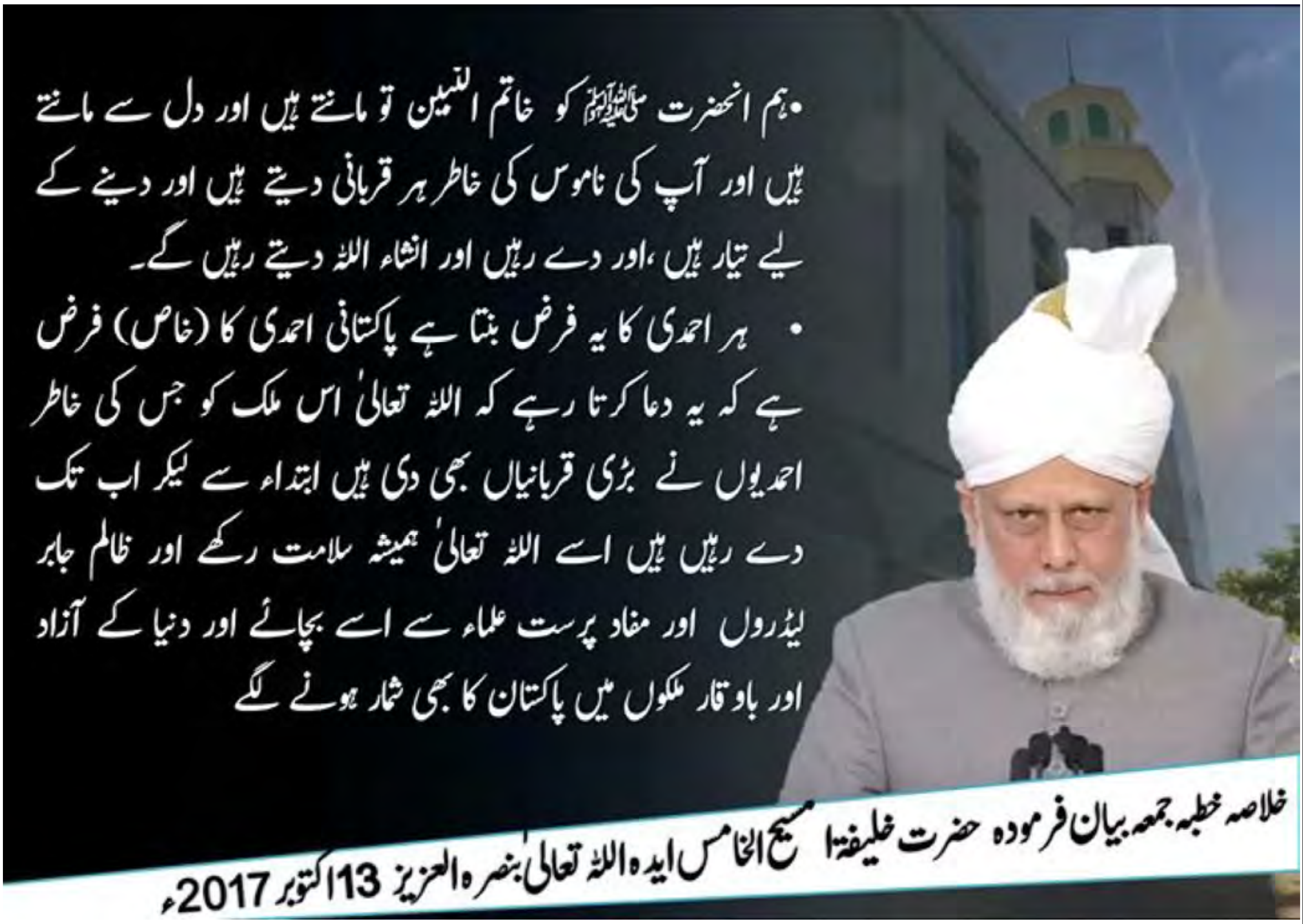

خلافت خامسہ کی بابرکت مالی تحریک

(بیت الفتوح کے ایک حصہ کی تعمیرِ نَو)

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 نومبر 2017ء کے خطبہ جمعہ میں مسجد بیت الفتوح کے ایک حصّہ کی تعمیرِ نَو کے لیے مالی تحریک فرمائی ہے جس سے ہمیں اس دَور میں مالی قربانی پیش کرنے کا ایک اور سنہری موقع میسر آیا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ:

''مَیں مختصراً ایک اَور تحریک بھی کرنا چاہتا ہوں جو یُو کے (UK) کے لیے عمومی ہے اور دنیا کے جو مخیّر حضرات ہیں، جو صاحب حیثیت ہیں ان کے لیے ہے۔ اور وہ مسجد بیت الفتوح کے اس جلے ہوئے حصّہ کی تعمیر نو کے لیے ہے۔ تقریباً دو سال کا عرصہ تو گزر گیا ہے جب مسجد کے ایک حصّہ کو آگ لگی تھی۔ آج کل کچھ سالوں سے 1984ء سے خلافت کے یہاں قیام کی وجہ سے دنیا سے افراد بھی یہاں آتے ہیں۔ ان کی رہائش اور پھر مختلف فنکشنز ہوتے ہیں۔ اب تو ویسے بھی دنیا کے ملکوں کے ذیلی تنظیموں کے بھی اور جماعتوں کے بھی بڑے بڑے وفود سارا سال آتے رہتے ہیں۔ ان کی رہائش وغیرہ کا بھی مسئلہ رہتا ہے۔ مسجد کے ساتھ ملحق ہال اور کمرے ہوتے تھے پہلے وہاں انتظام ہو جاتا تھا۔ جلنے کے بعد اب اس میں کافی تنگی پیدا ہو رہی ہے اور اس کی تعمیر نو کا منصوبہ تو بنا لیا گیا ہے۔ کافی بڑا منصوبہ ہے۔ جگہ تو تھوڑی سی زیادہ ہے لیکن بہرحال منصوبہ بڑا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب اس مسجد کے منصوبے کی تحریک کی تھی تو شروع میں پانچ ملین کی آپ کی تحریک تھی۔ بعد میں مسجد کے مین (Main) حصے کو چھوڑنے کی وجہ سے دوسری جگہوں پہ خرچ زیادہ ہو گیا تھا تو پھر پانچ ملین کی اور تحریک آپ کو کرنی پڑی۔ اس کے بعد بھی مختلف کام آہستہ آہستہ ہوتے رہے جو جماعت اپنے بجٹ میں سے خرچ کرتی رہی اور کافی حد تک مکمل ہو گیا تھا۔ لیکن بہرحال جو بھی ہوا یہ حادثہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی یہی تقدیر تھی۔ وہ آگ لگ گئی اور یہ کافی بڑا حصہ جل گیا تو اس کا جو نیا منصوبہ بنایا گیا ہے اس میں بھی تقریباً اتنی ہی رقم خرچ ہو گئی۔ گیارہ ملین کے قریب جس میں سے نصف کے قریب تو موجود ہے جو انشورنش وغیرہ سے ملی ہے یا دوسرے لوگوں نے بعض چندے دیے ہیں۔ نصف سے زائد کی تقریباً ضرورت پڑے گی اور اس کے لیے بہرحال احباب نے ہی قربانی کرنی ہے جس طرح ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔

مسجد بیت الفتوح کو اس وقت جب وہ سارا حصہ مکمل تھا طرزِ تعمیر کے لحاظ سے اور خوبصورتی کے لحاظ سے اور بڑی عمارت کے لحاظ سے یورپ کی جو پچاس بڑی عمارتیں ہیں ان کی لسٹ میں شمار کیا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جب یہ منصوبہ دیا تھا تو یہ بھی اعلان فرمایا تھا اور اس کا اظہار بھی فرمایا تھا کہ مجھے امید ہے یورپ کی یہ سب سے بڑی مسجد ہو گی بلکہ اور کوئی مسجد اس سے بڑی نہیں ہو گی۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ سات آٹھ ہزار لوگ جس میں آ سکیں تو ہماری ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ لیکن مسجد کی جو گنجائش تھی اس میں ہالوں سمیت دس ہزار کے قریب لوگ سما سکتے تھے۔ لیکن وہ گنجائش بھی دو تین سال کے بعد ہی کم ہو گئی۔ پھر یہاں انتظامیہ کو اعلان کرنا پڑتا تھا کہ دوسری جماعتوں کے لوگ یہاں

عید کی نماز پڑھنے نہ آئیں۔اپنے علاقوں میں پڑھیں۔لیکن اس کے باوجود جیسا کہ احباب کو پتا ہے کہ ہمیں پارک میں علیحدہ مارکی لگانی پڑتی تھی اور عید کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ بہر حال ضرورت تو ہے اور جس حد تک ہم اس کو بہتر اور بڑا کر کے بنا سکتے ہیں ہمیں بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔وہ لوگ جن کو پہلے اس کی تعمیر میں حصہ لینے کا موقع نہیں ملا انہیں تو ضرور کوشش کر کے حصہ لینا چاہیے کیونکہ یہ یو (UK) کی جماعت کا منصوبہ ہے اس لیے عمومی طور پر تو جیسا کہ مَیں نے کہا یوکے (UK) کے احمدیوں کا ہی کام ہے، جماعت کا ہی کام ہے۔انہیں اس میں حصہ لینا چاہیے۔اور باہر کی دنیا کے بھی مخیرّ احباب جو ہیں اس میں حصہ لیں۔ذیلی تنظیموں کو بھی ذیلی تنظیموں کی حیثیت سے، جماعتوں کو جماعتوں کی حیثیت سے، بڑی بڑی جماعتیں جو ہیں انہیں حصہ لینا چاہیے کیونکہ سارا سال ہی اب تو یہاں باہر سے مہمان آتے ہیں اور یوکے (UK) جماعت ہر مہینے ان کی مہمان نوازی بھی کرتی ہے بلکہ یہ تعداد اب تو ہزاروں میں ہوگئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

''عالمگیر کے زمانے میں مسجد شاہی کو آگ لگ گئی تو لوگ دوڑے دوڑے بادشاہ سلامت کے پاس پہنچے اور عرض کی کہ مسجد کو تو آگ لگ گئی۔اس خبر کو سن کر بادشاہ فوراً سجدہ میں گرا اور شکر کیا۔حاشیہ نشینوں نے تعجب سے پوچھا کہ حضور سلامت یہ کون سا وقت شکر گزاری کا ہے کہ خانۂ خدا کو آگ لگ گئی ہے اور مسلمانوں کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔تو بادشاہ نے کہا کہ مَیں مدت سے سوچتا تھا اور آہ سرد بھرتا تھا کہ اتنی بڑی عظیم الشّان مسجد جو بنی ہے اور اس عمارت کے ذریعہ سے ہزارہا مخلوقات کو فائدہ پہنچتا ہے کاش کوئی ایسی تجویز ہوتی کہ کارِ خیر میں کوئی میرا بھی حصہ ہوتا۔ لیکن چاروں طرف سے مَیں اس کو ایسا مکمل اور بے نقص دیکھتا تھا کہ مجھے کچھ سوجھ نہ سکتا تھا کہ اس میں میرا ثواب کس طرح ہو جائے۔سو آج خدا تعالیٰ نے میرے واسطے حصول ثواب کی ایک راہ نکال دی۔وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 387 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا جو پہلے اس قربانی میں حصہ نہیں لے سکے انہیں ضرور حصہ لینا چاہیے۔اپنی رقم کے جو بھی وعدے کریں تین سال کے عرصہ میں ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔لیکن کم از کم تیسرا حصہ پہلے سال میں ہی ضرور ادا کر دیں۔

اس منصوبے کے جو کوائف ہیں وہ یہ ہیں۔ پہلے یہ covered ایریا چار ہزار سات سو سکوائر میٹر تھا۔اور اب اس کا جو نیا پلان بنا ہے اس کے مطابق پانچ ہزار آٹھ سو سکوائر میٹر ہے اور ناصر ہال کی چھت بھی تھوڑی سی بلند کی گئی ہے۔اور اس کے علاوہ پہلا جو فلور ہوگا نور ہال ہوگا اس کی چھت بھی بلند کی گئی ہے۔پھر دوسرے فلور پر دفاتر ہوں گے پھر تیسرے فلور اور چوتھے فلور پر دفاتر اور exhibition hall اور مہمانوں کے لیے رہائش، گیسٹ روم وغیرہ بنیں گے۔پھر یہ گیٹ سے ذرا ہٹا کر بنائی گئی ہے تاکہ کچھ پارکنگ کی جگہ مل جائے۔گاڑیوں کی آمدورفت میں آسانی رہے۔ پیدل چلنے والوں کو آسانی رہے۔عورتوں اور مردوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہو جائے۔تو یہ منصوبہ ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور یوکے (UK) جماعت کو اس منصوبے کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

تمام مخلصین جماعت سے درخواست ہے کہ ہمارے پیارے آقا نے جو مالی تحریک فرمائی ہے اس پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

....

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرماتا ھے کہ اپنے اوپر ہر وقت نظر رکھو اور دیکھتے رہو کہ تم کہیں شیطان کے قدموں پر تو نہیں چل رہے۔

شیطان سے بچنے کے لیے تو گھروں میں ہی ایسے مورچے بنانے کی ضرورت ہے کہ اس کے ہر حملے سے نہ صرف بچا جائے بلکہ اس کے حملے کا اسے جواب بھی دیا جائے۔ شیطان سے بچنے کی سب سے بڑی پناہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

شیطان صرف ایک دنیاوی پروگرام کے لالچ میں نماز سے دور لے جاتا ھے اور اس کے علاوہ بھی انٹر نیٹ ایک ایسی چیز ھے جس میں مختلف قسم کے جو پروگرام ھیں، پھر ایپلی کیشنز ھیں، فون وغیرہ کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ کے ذریعہ سے ان میں مبتلا کرتا چلا جاتاھے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے روحانی، علمی پروگراموں کے لیے ویب سائٹ بھی عطا فرمائی۔ اگر ہم اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں تو پھر ہی ہماری توجہ اس طرف رہے گی جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے ہوں گے اور شیطان سے بچنے والے ہوں گے۔

خطبہ جمعہ سید نا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 20مئی2016ء بمقام مسجد ناصر گوٹن برگ۔سویڈن۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کی تلاوت کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (النور:22)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتو تم میں سے کوئی ایک بھی پاک نہ ہوسکتا۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے علاوہ بھی بنی آدم اور مومنوں کو شیطان سے بچنے اور اس کے قدم پر نہ چلنے کی ہدایت اور تنبیہ فرمائی ہے۔ یہ حکم اس لیے ہے کہ شیطان خدا تعالیٰ کا نافرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مخالف چلتا ہے۔ ان سے بغاوت کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے جو خدا تعالیٰ کا نافرمان اور اس کے حکموں کے خلاف چلنے والا ہو وہ اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی وہی کچھ سکھائے گا جو خود کرتا ہے اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ شیطان خود تو جہنم کا ایندھن ہے ہی، اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے شیطان کو کہ تیرے پیچھے چلنے والوں کو جہنم سے بھروں گا، ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ یہ سب کچھ کھول کر بیان کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انسانوں کو اس کے بعد بھی سمجھ نہیں آتی کہ شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن

ہے، پس اس دشمن سے بچو۔

ایک تو وہ لوگ جن کو نہ دین کی کچھ پرواہ ہے، نہ ان کو یہ پتا ہے کہ جہنم کیا ہے اور جنت کیا ہے؟ نہ ان کو خدا کی ذات پر یقین ہے۔ وہ نہ تو دین کی باتوں کو سمجھتے ہیں، نہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ یا اگر کچھ لوگ ان ملکوں میں اسلام کے بارے میں پڑھتے بھی ہیں تو صرف علم کی حد تک یا یہ بتانے کے لیے کہ ہمیں دین اور اسلام کے بارے میں پتہ ہے جبکہ ان کا علم صرف سطحی اور کتابی ہوتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اعتراض اور تنقید کی نظر سے قرآن کو پڑھتے ہیں اور اسلام کے بارے میں معلومات لیتے ہیں لیکن اس تعلیم اور خوبیوں سے کچھ سبق حاصل نہیں کرتے۔ نہ ہی شیطان کے پنجے سے نکلتے ہیں۔ نہ ہی انہیں خدا تعالیٰ کی تلاش ہے۔ اور نہ ہی وہ اس تلاش کا شوق رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ تو شیطان کے پیچھے چلنے والے ہیں ہی، لیکن ایسے بھی ہوتے ہیں جو ایمان کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو مومن کہہ کر پھر شیطان کے پیچھے چلنے والے ہیں یا لاشعوری طور پر بعض عمل کر کے یا اللہ تعالیٰ کی آغوش میں آنے کی پوری کوشش نہ کر کے شیطان کے قدموں پر چلنے والے بن جاتے ہیں یا بن سکتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اس آیت میں مومنوں کو ہوشیار کر رہا ہے، انہیں فرما رہا ہے کہ شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ مومنوں کو یہ تنبیہ ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، ہم نے اسلام قبول کر لیا اس لیے ہم بے فکر ہو گئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شیطان کے حملوں سے اور شیطان کی پیروی کرنے سے ہم بے فکرے ہو گئے ہیں۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب بھی شیطان کا خطرہ اسی طرح ہے۔ ایک مومن بھی شیطان کے پنجے میں گرفتار ہو سکتا ہے جس طرح ایک غیر مومن ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہر مومن کا فرض ہے کہ شیطان کے حملوں سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

شیطان نے تو روزِ اوّل سے ابن آدم کو نیکی کے راستوں سے ہٹانے کی اجازت اللہ تعالیٰ سے اس دعوے کے ساتھ مانگی تھی کہ مجھے انسانوں کو ورغلانے اور پیچھے چلانے کی چھوٹ مل جائے تو میں ہر راستے پر بیٹھ کر ان کو ورغلاؤں گا اور مختلف حیلوں بہانوں سے انہیں اپنے پیچھے چلاؤں گا اور شیطان نے دعویٰ کیا تھا کہ اکثریت انسانوں کی میرے پیچھے چلے گی۔ پس یہ سب کچھ آج کل ہم دنیا میں ہوتا دیکھ رہے ہیں حتیٰ کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے بھی شیطان کے پیچھے چل رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے وارننگ دی تھی، تنبیہ کی تھی۔ مثلاً قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ** (النسآء:94) جو شخص کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہو گی۔ اب آج کل جو کچھ مسلمان دنیا میں ہو رہا ہے یہ کیا ہے؟ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر کے شیطان کے پیچھے ہی چل رہے ہیں۔ پھر مجموعی طور پر بھی بلا جواز کسی کا قتل جو شدت پسند مختلف حملوں میں کرتے ہیں، کسی کو بھی قتل کر رہے ہوں، یہ سب شیطانی فعل ہیں اور جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں جبکہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر جنت میں جانے کے نام پر یہ سب کچھ کیا جاتا ہے۔ شیطان تو یہ کہتا ہے یہ کام کرو تم جنت میں جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کام کرو گے تو جنت میں نہیں جاؤ گے، جہنم میں جاؤ گے کیونکہ تم شیطان کے پیچھے چل رہے ہو۔

<u>پس اللہ تعالیٰ مومنوں سے فرماتا ہے کہ اپنے اوپر ہر وقت نظر رکھو اور دیکھتے رہو کہ تم کہیں شیطان کے قدموں پر تو نہیں چل رہے۔</u> چھوٹی چھوٹی باتوں کا انکار کر کے شیطان کے قدموں پر چل رہے ہو یا بڑے بڑے گناہ کر کے شیطان کے قدموں پر چل رہے ہو۔ ضروری نہیں کہ صرف شدت پسند اور قاتل ہی شیطان کے قدموں پر چلنے والے ہیں جس کی مثال میں نے دی ہے بلکہ <u>انسان جب اللہ تعالیٰ کے بظاہر کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم سے بھی دور جاتا ہے تو شیطان کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے پس بہت زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔</u> حقیقی مومن بننے کے لیے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ شیطان جب حملے کرتا ہے اور جب انسانوں کو ورغلاتا ہے تو اس کا طریق ایسا نہیں ہے کہ انسان آسانی سے سمجھ جائے۔ یا شیطان جب انسانوں کو ورغلاتا ہے برائیوں کی ترغیب دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے تو کھل کر یہ نہیں کہتا کہ یہ کرو، نافرمانی کرو، اللہ تعالیٰ سے دور جاؤ، یہ یہ برائیاں کرو بلکہ نیکی کی آڑ میں برائیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ شیطان نے آدم کو بھی جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے دور ہٹایا تھا تو نیکی کے حوالے سے ہی ہٹایا تھا۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے یہ اس بات پر بھی روشنی ڈال رہی ہے کہ برائیاں کس طرح پھیلتی ہیں اور کس طرح برائی ایک سے دوسری جگہ پھیلتے پھیلتے ایک وسیع علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔شیطان کے قدموں پر جب انسان چلتا ہے،ایک قدم کے بعد دوسرے قدم جماتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ برائیوں کو پھیلا رہا ہے۔ابتداء میں ایک برائی بظاہر بہت چھوٹی سی لگتی ہے یا انسان سمجھتا ہے کہ اس برائی نے اسے یا معاشرے کو کیا نقصان پہنچانا ہے۔لیکن جب یہ وسیع علاقے میں پھیل جاتی ہے یا بڑی تعداد میں لوگ اسے کرنے لگ جاتے ہیں یا اس برائی سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں یا معاشرے کے ڈر سے اس کو برائی کہنے سے ڈرتے ہیں یا احساس کمتری میں آ کر شاید اس کے خلاف اظہار ہمیں معاشرے کی نظر میں گرا نہ دے،وہ خاموش ہو جاتے ہیں یا عمل نہیں کرتے۔اس معاشرے کی بہت ساری باتیں ہیں جو معاشرے میں آزادی کے نام پر ہوتی ہیں اور حکومتیں بھی اس کو تسلیم کر لیتی ہیں لیکن وہ برائیاں ہیں۔

<u>مثلاً اس معاشرے میں ان لوگوں کی نظر میں بظاہر یہ ایک چھوٹی سی برائی ہے کہ پردہ سے عورت کے حقوق غصب ہوتے ہیں۔اور اس معاشرے میں اس پردہ کے خلاف بہت کچھ کہا جاتا ہے اور ان کی نظر میں یہ کوئی برائی نہیں۔اس لیے اس بارے میں کہتے ہیں کہ شریعت کے حکم کی ضرورت نہیں تھی۔ بعض لڑکیاں احساس کمتری کا شکار ہو کر کہ لوگ کیا کہیں گے یا ان کے دوست اسے پسند نہیں کرتے یا سکول یا کالج میں سٹوڈنٹ یا ٹیچر بعض دفعہ پردہ کا مذاق اڑا دیتے ہیں تو پردہ کرنے میں ڈھیلی ہو جاتی ہیں۔شیطان کہتا ہے یہ تو معمولی سی چیز ہے۔تم کون سا اس حکم کو چھوڑ کر اپنے تقدس کو ختم کر رہی ہو۔ معاشرے کی باتوں سے بچنے کے لیے اپنے دوپٹے،سکارف،نقاب اتار دو۔</u>کچھ نہیں ہوگا۔باقی کام تو تم اسلام کی تعلیم کے مطابق کر رہی ہو۔لیکن اس وقت پردہ اتارنے والی لڑکی اور عورت کو یہ خیال نہیں رہتا کہ یہ تو ایسا حکم ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔<u>عورت کی حیا اس کا حیادار لباس ہے۔عورت کا تقدس اس کے مردوں سے بلاوجہ کے میل ملاقات سے بچنے میں ہے۔اس معاشرہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی احمدی لڑکیاں بھی ہیں جو ان کے پردہ پر مردوں کی طرف سے اعتراض پر انہیں منہ توڑ کر جواب دیتی ہیں کہ ہمارا فعل ہے۔ہم جو پسند کرتی ہیں ہم کر رہی ہیں۔تم ہمیں پردے اتارنے پر مجبور کر کے ہماری آزادی کیوں چھین رہے ہو؟ ہمیں بھی حق ہے کہ اپنے لباس کو اپنے مطابق پہنیں اور اختیار کریں۔لیکن بعض ایسی بھی ہیں جو باوجود احمدی ہونے کے یہ کہتی ہیں کہ اس معاشرے میں پردہ کرنا اور اسکارف لینا بہت مشکل ہے،ہمیں شرم آتی ہے۔ماں باپ کو بھی بچپن سے لڑکیوں میں یہ باتیں پیدا کرنی چاہئیں کہ شرم تمہیں اسلامی تعلیم پر عمل نہ کر کے آنی چاہیے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو مان کر۔</u>

اس طرح لڑکوں میں بھی آزاد معاشرے کی وجہ سے بعض برائیاں ہیں جو خاموشی سے داخل ہوتی ہیں اور پھر جب ایک برائی میں ایسے لڑکے ملوث ہو جاتے ہیں تو دوسری برائیاں بھی ان میں آنی شروع ہو جاتی ہیں،اس میں بھی ملوث ہو جاتے ہیں۔

<u>پس شیطان سے بچنے کے لیے تو گھروں میں ہی ایسے مورچے بنانے کی ضرورت ہے کہ اس کے ہر حملے سے نہ صرف بچا جائے بلکہ اس کے حملے کا اسے جواب بھی دیا جائے۔شیطان کے پیار کو پیار سمجھ کر اسے زندگی میں داخل نہ کریں بلکہ ہر وقت استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیے۔شیطان سے بچنے کی سب سے بڑی پناہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔پس اس بگڑے ہوئے زمانے میں استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ استغفار ہی وہ ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں انسان آ سکتا ہے۔</u>

کوئی انسان بھی جانتے بوجھتے ہوئے کسی برائی کی طرف نہیں جاتا۔یہ فطرت کے خلاف ہے کہ ایک بات کا پتا ہو کہ اس سے نقصان ہونا ہے تو پھر بھی انسان اس چیز کو کرنے کی کوشش کرے۔ایک حقیقی مومن کو تو اللہ تعالیٰ نے ویسے بھی کھول کر برائی اور اچھائی کے متعلق بتا دیا ہے۔پس برائیوں اور اچھائیوں کی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق تلاش کر کے ان سے بچنے اور کرنے کی کوشش انسان کو کرنی چاہیے۔شیطان کو علم ہے کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ کی پناہ میں ہے،اس کے حصار میں ہے،اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔اس لیے شیطان انسان کو اس پناہ سے نکال کر،اس قلعے سے نکال کر جس میں

انسان محفوظ ہے پھر اپنے پیچھے چلاتا ہے۔اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ سے نکالنے کے لیے پہلے شیطان نیکیوں کا لالچ دے کر ہی انسان کو نکالتا ہے یا نیکیوں کا لالچ دے کر ہی ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی پناہ سے نکالا جا سکتا ہے۔بعض دفعہ نیکی کے نام پر، انسانی ہمدردی کے نام پر، دوسرے کی مدد کے نام پر، مرد اور عورت کی آپس میں واقفیت پیدا ہوتی ہے جو بعض دفعہ پھر برے نتائج کی حامل بن جاتی ہے۔اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی عورتوں کے گھروں میں جانے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے جن کے خاوند گھر پر نہ ہوں اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ما جاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات حدیث 1172)

اسی حکم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصولی حکم ارشاد فرما دیا کہ نامحرم کبھی آپس میں آزادانہ جمع نہ ہوں کیونکہ اس سے شیطان کو اپنا کام کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔

پس اس معاشرے میں احمدیوں کو خاص طور پر محتاط رہنے کی ضرورت ہے جہاں آزادی کے نام پر لڑکی لڑکے کا آزادانہ ملنا اور علیحدگی میں ملنا کوئی عار نہیں سمجھا جاتا۔

پھر صرف نادان لڑکے لڑکیوں کی وجہ سے برائیاں نہیں پیدا ہو رہی ہوتیں بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ شادی شدہ لوگوں میں بھی آزادی اور دوستی کے نام پر گھروں میں آنا جانا، بلا روک ٹوک آنا جانا مسائل پیدا کرتا ہے اور گھر اجڑتے ہیں۔اس لیے ہمیں جن پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ماننے کی توفیق دی ہے، اسلام کے ہر حکم کی حکمت ہمیں سمجھائی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر بغیر کسی قسم کے سوال اور تردّد کے عمل کرنا چاہیے۔

برائیوں میں سے آج کل ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی بعض برائیاں ہیں۔اکثر گھروں کے جائزے لے لیں۔بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لیے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے، اپنے پروگرام دیکھتے رہے، نتیجۃً صبح آنکھ نہیں کھلی۔ بلکہ ایسے لوگوں کی توجہ بھی نہیں ہوتی کہ صبح نماز کے لیے اٹھنا ہے۔اور یہ دونوں چیزیں اور اس قسم کی فضولیات ایسی ہیں کہ صرف ایک آدھ دفعہ آپ کی نمازیں ضائع نہیں کرتیں بلکہ جن کو عادت پڑ جائے ان کا روزانہ کا یہ معمول ہے کہ رات دیر تک یہ پروگرام دیکھتے رہیں گے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہیں گے اور صبح نماز کے لیے اٹھنا ان کے لیے مشکل ہوگا بلکہ اٹھیں گے ہی نہیں۔بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو نماز کو اہمیت نہیں دیتے۔

نماز جو ایک بنیادی چیز ہے جس کی ادائیگی ہر حالت میں ضروری ہے حتیٰ کہ جنگ اور تکلیف اور بیماری کی حالت میں بھی۔چاہے انسان بیٹھ کے نماز پڑھے، لیٹ کر پڑھے یا جنگ کی صورت میں یا سفر کی صورت میں قصر کر کے پڑھے لیکن بہر حال پڑھنی ہے۔اور عام حالات میں تو مردوں کو با جماعت اور عورتوں کو بھی وقت پر پڑھنے کا حکم ہے۔لیکن شیطان صرف ایک دنیاوی پروگرام کے لالچ میں نماز سے دور لے جاتا ہے اور اس کے علاوہ انٹرنیٹ بھی ایک ایسی چیز ہے جس میں مختلف قسم کے جو پروگرام ہیں، پھر ایپلی کیشنز (Applications) ہیں، فون وغیرہ کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ (Ipad) کے ذریعہ سے، ان میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔اس پر پہلے اچھے پروگرام دیکھے جاتے ہیں۔کس طرح اس کی attraction ہے۔پہلے اچھے پروگرام دیکھے جاتے ہیں پھر ہر قسم کے گندے اور مخرب الاخلاق پروگرام اس پر دیکھے جاتے ہیں۔کئی گھروں میں اس لیے بے چینی ہے کہ بیوی کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے اور بچوں کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے اس لیے کہ مرد رات کے وقت ٹی وی اور انٹرنیٹ پر بے ہودہ پروگرام دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں اور پھر ایسے گھروں کے بچے بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں اور وہ بھی وہی کچھ دیکھتے ہیں۔پس ایک احمدی گھرانے کو ان تمام بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی کس قدر فکر ہوتی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنے صحابہ کو شیطان سے بچنے کی دعائیں سکھاتے تھے اور کیسی جامع دعائیں سکھاتے تھے، اس کا ایک صحابی نے یوں بیان فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دعا

سکھلائی کہ اے اللہ! ہمارے دلوں میں محبت پیدا کردے۔ ہماری اصلاح کردے اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا۔ اور ہمیں اندھیروں سے نجات دے کر نور کی طرف لے جا۔ اور ہمیں ظاہر اور باطن فواحش سے بچا۔ اور ہمارے لیے ہمارے کانوں میں، ہماری آنکھوں میں، ہمارے دلوں میں، ہماری بیویوں میں اور ہماری اولادوں میں برکت رکھ دے اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔ یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا اور ان کا ذکر خیر کرنے والا اور ان کو قبول کرنے والا بنا اور اے اللہ ہم پر نعمتیں مکمل فرما۔

(سنن ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب التشھد حدیث 969)

پس یہ دعا ہے جو دنیاوی غلط تفریح سے بھی روکنے کے لیے ہے۔ دوسری ہر قسم کی فضولیات سے روکنے کے لیے ہے۔ شیطان کے حملوں سے روکنے کے لیے ہے۔

آج بھی دنیا میں تفریح کے نام پر مختلف بے ہودگیاں ہو رہی ہیں۔ جب انسان کانوں، آنکھوں میں برکت کی دعا کرے گا، جب سلامتی حاصل کرنے اور اندھیروں سے روشنی کی طرف جانے کے لیے دعا کرے گا، جب بیویوں کے حق ادا کرنے کی دعا کرے گا، جب اولاد کے قرۃ العین ہونے کی دعا کرے گا تو پھر بے ہودگیوں اور فواحش کی طرف سے توجہ خود بہ خود ہٹ جائے گی اور یوں ایک مومن پورے گھر کو شیطان سے بچانے کا ذریعہ بن جاتا ہے، پس جس دور میں سے ہم گزر رہے ہیں اور کسی ایک ملک کی بات نہیں بلکہ پوری دنیا کا یہ حال ہے۔ میڈیا نے ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے اور بدقسمتی سے نیکیوں میں قریب کرنے کی بجائے شیطان کے پیچھے چلنے میں زیادہ قریب کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں ایک احمدی کو بہت زیادہ بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جماعت کے روحانی، علمی پروگراموں کے لیے ویب سائٹ بھی عطا فرمائی۔ اگر ہم اپنی زیادہ توجہ اس طرف کریں تو پھر ہی ہماری توجہ اس طرف رہے گی جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والے ہوں گے اور شیطان سے بچنے والے ہوں گے۔

تفریح کے لیے اگر دوسرے ٹیلی ویژن چینل دیکھنے بھی ہیں تو پھر اس بات کی احتیاط کرنی چاہیے کہ خود ماں باپ بھی اس کی احتیاط کریں اور بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ پھر وہ پروگرام دیکھیں جو شریفانہ ہوں۔ جہاں بھی بے ہودگی اور گند ہے اس سے بچیں کہ یہ صرف بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس طرف لے جاتے ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ سے دوری پیدا ہوتی ہے لیکن اس بات کو ہر احمدی گھر کو یہ لازمی اور ضروری بنانا چاہیے کہ تمام گھر کے افراد مل کر ہر ہفتے کم از کم ایم ٹی اے پر خطبہ ضرور سنا کریں اور اس کے علاوہ کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ ایم ٹی اے کے دوسرے پروگرام بھی دیکھیں۔ جن گھروں میں اس پر عمل ہو رہا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظر آتا ہے کہ پورا گھرانہ دین کی طرف مائل ہے۔ بچے بھی دین سیکھ رہے ہیں اور بڑے بھی دین سیکھ رہے ہیں۔ جو بھی اس پر عمل کرے گا اس سے یقیناً جہاں دینی فائدہ حاصل ہوگا، اس سے شیطان سے بھی دوری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی طرف توجہ ہوگی۔ اس سے گھروں کے سکون بھی ملیں گے اور اس میں برکت بھی پیدا ہوگی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں ہمیں سکھایا۔

ایک ماں نے مجھے لکھا کہ میرا بیٹا سترہ سال تک تو ٹھیک رہا، نمازیں وغیرہ بھی پڑھتا تھا، مجلس کے کاموں میں دلچسپی لیتا تھا لیکن اب بڑے ہو کر جب اس کو تھوڑی آزادی ملی اور اس کے دوست ایسے ہیں جن کی وجہ سے وہ دین سے بالکل دور ہٹ گیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایک عمر میں لڑکوں پر ماحول کا اثر ہو سکتا ہے، لیکن اگر ماں باپ کے بچوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں، اچھے برے کی تمیز انہیں بتائی جائے گھر کے ماحول کو دیندار بنایا جائے اور اب تو جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی طور پر اگر تفریح کے سامان دیئے ہوئے ہیں تو انہی تفریح کے سامانوں میں تربیت کے سامان بھی عطا فرما دیے

ہیں۔ یہ سب اگر اکٹھے بیٹھ کر دیکھ رہے ہوں، ان سے فائدہ اٹھا رہے ہوں پھر بچوں کو یہ احساس ہو کہ گھر میں ان بچوں کی اہمیت ہے تو پھر وہ باہر نہیں نکلے گے، بے ہودگیوں میں نہیں پڑیں گے، باہر ان کو سکون کی تلاش نہیں ہوگی بلکہ اپنے گھروں میں ہی سکون دیکھیں گے۔ پھر ماں باپ کا یہ بھی فرض ہے کہ بچوں کو مسجد سے جوڑیں، ذیلی تنظیموں کے پروگرام میں شامل کروائیں۔

یہاں میں ذیلی تنظیموں سے بھی کہوں گا اور جماعتی نظام سے بھی بلکہ ذیلی تنظیمیں خاص طور پر اس لیے کہ انہوں نے اپنے ممبران کو سنبھالنا ہے۔ ہر ایک مخصوص طبقہ ہے، زیادہ آسانی سے سنبھال سکتے ہیں۔ خدام نے خدام کو سنبھالنا ہے۔ لجنہ نے لجنہ کو سنبھالنا ہے۔ خاص طور پر اطفال اور نوجوان خدام کو سنبھالنا ضروری ہے۔ ناصرات اور نوجوان لجنہ کو سنبھالنا ضروری ہے۔ ذیلی تنظیموں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں جماعت کے ساتھ مضبوطی سے جوڑیں۔ خدام اپنی ایسے خدام کی ٹیمیں بنائیں جو مختلف مزاج کے لوگوں، نوجوانوں کو اپنے ساتھ جوڑنے والے ہوں۔

لیکن زیادہ تر شکایتیں عموماً نوجوان لڑکیوں کو ہوتی ہیں کہ لجنہ کی تنظیم میں پندرہ سال کے بعد سب لڑکیاں جو ہیں وہ لجنہ میں شامل ہوتی ہیں، ایک ہی تنظیم ہے اور بعض بڑی عمر کی عورتیں اور خاص طور پر عہدیدار، بچیوں سے جو رویے رکھتی ہیں وہ بچیوں کو اگر دین سے دور نہیں تو مجلس کے پروگراموں سے ضرور دور کر رہی ہوتی ہیں۔ پس عہدیدار اپنے رویے ایسے رکھیں کہ پیار سے انہیں دین کے ساتھ جوڑیں، مسجد کے ساتھ جوڑیں، اپنی مجلس کے ساتھ جوڑیں، جماعت کے ساتھ جوڑیں ورنہ شیطان تو اس تاک میں ہے کہ کہاں کوئی کمزور ہو، کہاں کسی کو کسی عہدیدار کے خلاف کوئی شکوہ پیدا ہو اور میں حملہ کر کے اسے اپنے قابو میں کروں۔

ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو اس وجہ سے کہ اس زمانے میں مسیح موعود کے ذریعہ سے شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے عمل سے شیطان کو موقع دے رہے ہیں کہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کو عہدیداروں کے رویّوں کی وجہ سے شیطان ہمدردی جتا کر اپنے قابو میں کر لے تو پھر ایسے عہدیدار چاہے وہ مرد ہیں یا عورتیں، مسیح موعود کے مددگار نہیں ہیں بلکہ شیطان کے مددگار ہیں، پس ہر عہدیدار کو خاص طور پر یہ کوشش کرنی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو بھی شیطان کے حملوں سے بچانا ہے اور جماعت کے افراد کو بھی بچانا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو فضل کیا ہے اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر ذی شعور، عقل والے احمدی کو، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرماتے ہوئے یہ احسان کیا ہے کہ انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی یا احمدی گھرانے میں پیدا کیا۔ مسیح موعود کو ماننے کی توفیق دی جس کے آنے کی خوشخبری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی جس نے اس زمانے میں شیطان کو شکست دینی ہے۔ اس لیے اس نے کسی اپنے سے بڑے یا نام نہاد بزرگ یا عہدیدار کے رویے کی وجہ سے اپنے آپ کو دین سے دور نہیں لے جانا بلکہ شیطان کو شکست دینے میں مسیح موعود کا مددگار بننا ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سمیع اور علیم ہوں، سننے والا ہوں اور علم رکھنے والا ہوں۔ جانتا ہوں کہ تم میں شیطان کے حملوں کا کتنا خوف ہے۔ جانتا ہوں کہ تم اس سے بچنے کے لیے کوشش اور دعا کر رہے ہو۔ اس لیے میں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا۔ تم دعا کرو۔ ایسے ماحول سے بھی محفوظ رہو جو بعض دفعہ ایسے خیالات پیدا کر دیتا ہے۔ دعا کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اس ماحول سے بھی بچاؤ جس سے انسان شیطان کی باتوں میں آ جاتا ہے اور دعا کرو کہ تم شیطان کے حملوں سے ہمیشہ محفوظ رہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیک نیتی سے کی گئی کوشش اور دعائیں اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوں گی اور شیطان سے تم محفوظ رہو گے۔

اسی طرح خاص طور پر وہ جن کے سپرد دینی خدمت کا کام کیا گیا ہے، افراد جماعت کی راہنمائی اور تربیت کا کام جن کے سپرد ہے، اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے خالص ہو کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے کسی کو شیطان کی جھولی میں نہ جانے دے بلکہ کسی طرح بھی کوئی فرد جماعت بھی شیطان کے پیچھے چلنے والا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی خالص ہو کر کی گئی دعاؤں کو میں سنوں گا اور

تمہاری بھی اوران لوگوں کی بھی راہنمائی کرتا رہوں گا جن پر شیطان حملے کرتا ہے تا کہ تم ان حملوں سے بچ سکو ورنہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے آگے جھکے بغیر تمہیں شیطان کے حملے سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مدد تلاش کرو۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ شیطان نے تو اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ اگر تو مجھے زبردستی نہ روکے اور مجھے ڈھیل دے تو میں انسانوں کو ورغلاؤں گا اور اس کے لیے بھر پور کوشش کروں گا۔ اس کوشش میں شیطان کہاں تک جاتا ہے؟ ایک عام مومن تو ایک طرف رہا، شیطان تو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو بھی آخر وقت تک قابو میں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مرتے مرتے بھی کوئی ایسا عمل کر جائیں جہاں سے یہ میرے قابو میں آ جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی شخص نے ایک خواب کا ذکر کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب سننے کے بعد فرمایا کہ ''یہ خواب ایک عجیب بات پر ختم ہوئی ہے۔ شیطان انسان کو طرح طرح کے تمثلات سے دھوکا دینا چاہتا ہے مگر معلوم ہوا کہ تمہارا نتیجہ بہت اچھا ہے کیونکہ اس رؤیا کا اختتام اچھی جگہ پر واقع ہوا'' جو شخص اپنی خواب سنا رہا تھا اس کی خواب کا جو اختتام تھا اس سے یہ نظر آتا ہے کہ وہاں آخر میں انجام یہ ہوا کہ شیطان سے بچ گیا۔ شیطان نے حملہ کیا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوا کرتا ہے کہ شیطان کے حملوں سے اگر انسان بچنے کی کوشش کرے تو بچتا ہے یا اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ''ایک ولی اللہ کا تذکرہ لکھا ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا آخری کلمہ یہ تھا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں''۔ جب وہ ولی اللہ مرنے لگے تو مرتے مرتے جو ان کی زبان پر تھا وہ یہ الفاظ تھے کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ ایک ان کا مرید جو قریب تھا کلمہ سن کر سخت متعجب ہوا اور ان کی وفات کے بعد رات دن رو رو کے دعائیں مانگنے لگا کہ یہ معاملہ ہے جو یہ ولی اللہ یہ کہتے رہے کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ خیر ایک دن خواب میں ان ولی اللہ سے ملاقات ہوگئی۔ ان سے اس نے یہ دریافت کیا کہ یہ آخری الفاظ کیا تھے اور آپ نے یہ کیوں کہا تھا ابھی نہیں ابھی نہیں۔ اس ولی اللہ نے جواب دیا کہ شیطان چونکہ موت کے وقت ہر ایک انسان پر حملہ کرتا ہے تا کہ اس کا نورِ ایمان اخیر وقت پر چھین لے اس لیے وہ حسب معمول میرے پاس بھی آیا اور مجھے مرتد کرنا چاہا۔ دین سے دور ہٹانا چاہا اور میں نے جب اس کا کوئی وار چلنے نہیں دیا تو مجھے کہنے لگا کہ تو میرے ہاتھ سے بچ گیا۔ اس لیے میں نے کہا تھا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ یعنی جب تک میں مر نہ جاؤں مجھے تجھ سے اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 306 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بیشک تو ورغلا رہا ہے اور میں ہر طریقے سے بچ رہا ہوں لیکن جب تک جان ہے اس وقت تک تو ورغلاتا رہے گا اس لیے جب تک میری جان نہیں نکل جاتی اس وقت تک میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں تیرے سے بچ گیا۔

پس یہ ہے وہ معیار اولیاء اللہ کا جو نمونے انہوں نے ہمارے سامنے قائم کیے۔ پس شیطان کی تو یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے بھی انجام بد کر کے انہیں جہنم میں ڈلوائے۔ پس ایک مومن کے لیے بڑا خوف کا مقام ہے، ایک آدمی کے لیے لاپرواہی کا کوئی لمحہ جو ہے وہ اسے شیطان کے قبضے میں لیے جا سکتا ہے اور اس کے لیے ہمیشہ توبہ اور استغفار بھی کرتے رہنا چاہیے۔

پھر شیطان کے انسان پر حملے کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لیے اور اس کے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیر کرتا ہے'' کس طرح؟ ''مثلاً نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی ریا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملانا چاہتا ہے'' انسان نماز پڑھ رہا ہے، نیکی کا کام ہے لیکن شیطان اس کے دل میں کوئی نہ کوئی دکھاوے کی بات ڈالنا چاہتا ہے تا کہ فساد پیدا ہو، تا کہ نماز خالص نہ رہے۔ پھر فرمایا کہ ''ایک امامت کرانے والے کو بھی اس بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ پس اس کے حملہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس کے حملے فاسقوں، فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں'' جو فاسق اور فاجر لوگ ہیں، دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں، بگڑے ہوئے ہیں، دین سے ہٹے ہوئے ہیں ان پر تو

کھلے کھلے حملے ہوتے ہیں''وہ تو اس کا گویا شکار ہیں۔لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چوکتا ہے''جو نیک لوگ ہیں،زاہد ہیں ان پر بھی حملے کرنے سے نہیں ہٹتا''اور کسی نہ کسی رنگ میں موقع پا کر ان پر حملہ کر بیٹھتا ہے''۔فرمایا کہ''جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک در باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 426۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس مومن کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا اور استغفار کرنی چاہیے کہ وہ شیطان کی ہر شرارت سے ہمیں بچائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام استغفار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:''اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لیے خواہ وہ ظاہر کا ہو یا باطن کا،خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔''

فرمایا کہ''آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہیے''۔وہ دعا کیا ہے؟''رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَ اِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَ تَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ'' (الاعراف:24) یعنی کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 275 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک جگہ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

''عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔موجودہ فلسفے کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔نماز پڑھو،نماز پڑھو کہ وہ تمام طاقتوں کی کنجی ہے۔اور جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا کہ رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر وضو کرتے ہو ایسے ہی باطنی وضو بھی کرو اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو''۔ظاہری طور پر تو اپنے اعضاء پانی سے دھوتے ہو اپنے دل کو،اپنے اعضاء کو باطنی طور پر بھی ہر قسم کے اللہ کے غیر سے دھو ڈالو''تب تم دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔سچائی اختیار کرو،سچائی اختیار کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''ہمیشہ ہر معاملے میں سچائی اختیار کرو۔ہر معاملے میں یہ ہو کہ اللہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔''وہ تمہیں دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے؟ کیا اس کے سامنے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں؟ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسدانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔تب وہ بہت جلدی ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی۔''فرمایا''عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے۔''صرف منطق اور Logic اور وجہ یہ جو چیزیں ہیں یہ سب شیطانی باتیں ہیں۔صرف یہی چیزیں نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ کو بھی تلاش کرنا ہوگا۔فرمایا''جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے۔'' صرف منطق اور فلسفے کے اوپر چلو گے تو پھر ایمانی نور گھٹ جائے گا''اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت تک پہنچاتا ہے۔سو تم اس سے اپنے آپ کو بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ'' بغیر کسی چون چرا کے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے والے بنو۔''جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچاتی ہیں۔ان کی طرف کان دھرو اور ان کے موافق اپنے آپ کو بناؤ۔'' (ازالہ اوہام،روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 549)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچنے والے ہوں۔خدا تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے،اس سے مدد مانگتے ہوئے اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں۔قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور اس بات پر شکر ادا کرنے والے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اس فرستادے کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جس نے شیطان کو شکست دینی ہے۔اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کیے ہوئے عہد بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے شیطان کے ہر حملے کو ناکام و نامراد کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(الفضل انٹرنیشنل 10 جون 2016ء تا 16 جون 2016ء صفحہ:5)

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اس کے سب ہیں فانی غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یار جانی
دل میں مرے یہی ہے **سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِیْ**

ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اس کی عظمت لرزاں ہیں اہل قربت کرّوبیوں پہ ہیبت
ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت ہم سب ہیں اس کی صنعت اس سے کرو محبت
غیروں سے کرنا الفت کب چاہے اس کی غیرت
یہ روز کر مبارک **سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِیْ**

جو کچھ ہمیں ہے راحت سب اس کی جود و منّت اس سے ہے دل کو بیعت دل میں ہے اس کی عظمت
بہتر ہے اس کی طاعت طاعت میں ہے سعادت
یہ روز کر مبارک **سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِیْ**

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا
اس بن نہیں گذارا غیر اس کے جھوٹ سارا
یہ روز کر مبارک **سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِیْ**

یارب ہے تیرا احساں مَیں تیرے در پہ قرباں تو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں
تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں
یہ روز کر مبارک **سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِیْ**

(از درثمین صفحہ 34)

سورۃ فاتحہ کی اہمیت وفضیلت

(نبیلہ انور۔مجلس Lambertseter)

سورۃ فاتحہ سے قرآنِ کریم شروع ہوتا ہے اور یہ سورۃ گلشنِ قرآن مجید کا وہ گلاب ہے جس کی نظیر ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ یہ وہ کنجی ہے جس سے تمام مشکلات کے قفل واہو جاتے ہیں، ایسا سفینہ ہے جو ایک بحر بے کنار میں محو سفر ہے اور وہ زینہ ہے جو انسان کو اس کے خالق سے ملاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے گلاب کے پھول میں بدنِ انسان کے لیے طرح طرح کے فوائد رکھے ہیں کہ وہ دل کو قوت دیتا ہے اور قویٰ کو تقویت بخشتا ہے اور کئی اور امراض کے لیے بھی مفید ہے ایسا ہی اس نے سورۃ فاتحہ میں تمام قرآن شریف کی طرح روحانی مرضوں کی شفا رکھی ہے اور اس میں باطنی بیماریوں کا علاج بھی موجود ہے۔ سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف میں ایک اور خاصہ یہ ہے کہ اس کو توجہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے اور ظلماتی پردوں کو اٹھاتا ہے اور سینہ کو منشرح کرتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ** (دارمی) یعنی یہ سورۃ ہر بیماری سے شفا دیتی ہے۔

سورۃ فاتحہ نہ صرف جسمانی بیماریوں سے شفا دیتی ہے بلکہ روحانی بیماریوں کا بھی قلع قمع کرتی ہے۔ اس کی پُر حکمت اور پُر معارف تعلیم دلوں کی ظلمات کو دور کرتی اور کفر وشرک کے مقابلہ پر خدائے واحد و یگانہ کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

اللہ جس پر قرآن کریم کی رو سے اور نبی کریم ﷺ کی ہدایت سے ہم ایمان لاتے ہیں وہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔ کسی چیز یا کسی وجود کی تعریف بنیادی طور پر دو وجوہ سے کی جاتی یا کی جاسکتی ہے۔ ایک تو اس کے ذاتی حسن کی وجہ سے اور دوسری اس کے احسان کی قوتوں اور احسان کی صفات کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ حسن حقیقی صرف اس کی ذات میں پایا جاتا ہے۔ سورۃ فاتحہ کو ہی لے لیں سورۃ فاتحہ میں یہ تعلیم بیان ہوئی ہے اور جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ وہ ایک نہایت ہی حسین تعلیم ہے۔ لیکن سورۃ فاتحہ میں جو حسن انسان کو نظر آتا ہے وہ اس سورۃ کا ذاتی حسن نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے کچھ جلووں نے سورۃ فاتحہ کی شکل اختیار کی ہے۔ اسی طرح گلاب جو اچھا عمدہ قسم کا کھلا ہوا ہو وہ نہایت خوبصورت شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے لیکن گلاب کی خوبصورتی اور اسکی دلکشی اور اس کا حسن اپنا حسن نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بعض اور صفات اُس شکل میں مجسم ہوئی ہے اور ایک عظیم حسن گلاب کے اندر پایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سورۃ فاتحہ گلاب کی شکل میں دکھائی گئی۔ غرض نہ تو سورۃ فاتحہ کا حسن جو ہمارے دلوں کو موہ لیتا ہے اسکا اپنا حسن ہے اور نہ گلاب کے پھول کا حسن (جو ایک نہایت ہی خوبصورت پھول ہے) اس کا اپنا حسن ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے ہیں جو ایک جگہ ہمیں سورۃ فاتحہ کی خوبصورت شکل میں نظر آتے ہیں اور دوسری جگہ وہی اللہ تعالیٰ کے جلوے گلاب کی شکل میں ہمیں نظر آتے ہیں۔ (ماخوذ خطبات ناصر صفحہ 1010)

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''سورۃ فاتحہ کے بہت سے نام ہیں جن میں سے پہلا نام فاتحۃ الکتاب ہے۔ اور اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ قرآن مجید اسی سورۃ سے شروع ہوتا ہے۔ نماز میں بھی پہلے یہی سورۃ پڑھی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ سے جو ربّ الارباب ہے دعا کرتے وقت اسی (سورۃ) سے ابتداء کی جاتی ہے۔ اس سورۃ کو فاتحہ اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو قرآن کریم کے مضامین کے لیے حَکَم قرار دیا ہے۔ اور جو اخبارِ غیبیہ اور حقائق و معارف قرآن

مجید میں احسان کرنے والے خدا کی طرف سے بیان کیے گئے ہیں وہ سب اس میں بھر دیے گئے ہیں اور جن امور کا انسان کو مبداء ومعاد (دنیا اور آخرت) کے سلسلہ میں جاننا ضروری ہے، وہ سب اس میں موجود ہیں مثلاً وجودِ باری، ضرورت نبوت اور مومن بندوں میں سلسلہ خلافت کے قیام پر استدلال۔ اس سورۃ کی سب سے بڑی اور اہم خبر یہ ہے کہ یہ سورۃ مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ کی بشارت دیتی ہے اور اسے ہم خدائے ودود کی دی ہوئی توفیق سے اس کے محل پر بیان کریں گے۔ اسی طرح اس سورۃ میں بیان شدہ خبروں میں سے ایک خبر یہ بھی ہے کہ یہ سورۃ اس دنیا کی عمر بتاتی ہے ...... یہ وہی سورۃ فاتحہ ہے جس کی خبر خدا تعالیٰ کے انبیاء میں سے ایک نبی نے دی۔ اس نبی نے کہا میں نے ایک قوی فرشتہ دیکھا جو آسمان سے اترا۔ اس کے ہاتھ میں سورۃ فاتحہ ایک چھوٹی سی کتاب کی شکل میں تھی اور خدائے قادر کے حکم سے اس کا دایاں پاؤں سمندر پر اور بایاں پاؤں خشکی پر پڑا اور وہ شیر کے غرّانے کی مانند بلند آواز میں پکارا۔ اس کی آواز سے سات گرجیں پیدا ہوئیں۔ ان میں سے ہر ایک میں ایک مخصوص کلام (جملہ) سنائی دیا اور کہا گیا کہ ان گرجوں میں سے پیدا ہونے والے کلمات کو سربمہر کر دے اور انہیں مت لکھ۔ خدائے مہربان نے ایسا ہی فرمایا ہے اور نازل ہونے والے فرشتہ نے اس زندہ خدا کی قسم کھا کر جس کے نور نے سمندروں اور آبادیوں کو روشن کیا ہے کہا کہ اس (مسیح موعود) کے زمانہ کے بعد اس شان ومرتبہ کا زمانہ نہ آئے گا۔ اور مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ پیشگوئی مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے۔ سو اب وہ زمانہ آ گیا ہے اور سورۃ فاتحہ کی سات آیات سے وہ سات آوازیں ظاہر ہوگئی ہیں اور یہ زمانہ نیکی اور ہدایت کے لحاظ سے آخری زمانہ ہے اور اس کے بعد کوئی زمانہ اس زمانہ کی شان ومرتبہ کا نہیں آئے گا اور جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر ہمارے بعد قیامت تک کوئی مسیح نہیں آئے گا نہ ہی کوئی آسمان سے اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔" (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 3)

"اس کا ایک نام اُمّ الکتاب بھی ہے کیونکہ قرآن کریم کی تمام تعلیم کا اس میں خلاصہ اور عطر ہے"۔ (روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 246)

"اس سورۃ کا نام اُمّ الکتاب رکھنے کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ امور روحانیہ کے بارے میں اس میں کامل تعلیم موجود ہے۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس سورۃ کو اُمّ الکتاب اس امر کے پیش نظر کہا گیا ہو کہ اس میں انسانی فطرت کی سب ضرورتیں مدنظر ہیں"۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 5)

اے دوستو! جو پڑھتے ہو اُمّ الکتاب کو　　　اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو
سوچو دعائے فاتحہ کو پڑھ کے بار بار　　　کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار　(درثمین صفحہ 44)

اس کی ایک فضیلت **الرقیہ** نام میں بھی ہے یعنی دم کرنے والی سورۃ روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے ذکر کیا کہ ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا تھا میں نے اس پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا اور اسے شفا ہو گئی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ یہ دم کرنے والی سورۃ ہے؟ اس صحابیؓ نے جواب دیا رسول اللہ بس میرے دل میں ہی یہ بات آ گئی۔

اس سورۃ کا ایک نام **السبع المثانی** یعنی سات دُہرائی ہوئی آیات کے بھی ہیں۔ اور اس کا یہ قرآنی نام ہے جیسا کہ سورۃ الحجر آیت نمبر 88 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَ لقدا تَینٰکَ سَبعاً مِّنَ المثَانِیْ وَ القرآنِ العظیم** اس میں سات بار بار دُہرائی جانے والی آیات سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔

سورۃ فاتحہ کا نزول دو مرتبہ ہوا ایک مرتبہ مکّہ میں پھر مدینہ میں اور قرآن پاک میں دو مرتبہ لکھی گئی ایک دفعہ تو آغاز میں اور پھر حروف مقطعات کے ذریعہ پورے قرآن میں۔ اس سلسلہ میں خلیفہ رابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **سَبعاً مِّنَ المثانِی** سے مُراد سورۃ فاتحہ کی آیات معلوم ہوتی ہیں جن کے معانی قرآنِ کریم میں بکثرت دُہرائے گئے ہیں اور تمام مقطعات بھی سورۃ فاتحہ ہی سے لیے گئے ہیں۔

(قرآنِ کریم اُردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ صفحہ نمبر 433)

"سورۃ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اشارہ کے طور پر کل عقائد کا ذکر ہے جیسے فرمایا **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن** یعنی ساری خوبیاں اس خدا کے لیے سزاوار ہیں جو سارے جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ **اَلرَّحْمٰنُ** وہ بغیر اعمال کے پیدا کرنے والا ہے اور بغیر کسی عمل

کے عنایت کرنے والا ہے۔ اَلرَّحِیۡمِ اعمال کا پھل دینے والا۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ جزا سزا کے دن کا مالک۔ان چار صفتوں میں کل دنیا کے فرقوں کا بیان کیا گیا ہے''۔ (الحکم جلد 12)

دیکھو خدا نے تم کو بتائی دعا یہی | اس کے حبیب نے بھی پڑھائی دعا یہی
پڑھتے ہو پنج وقت اسی کو نماز میں | جاتے ہو اس کی رہ سے درِ بے نیاز میں (درثمین صفحہ 44)

دوزخ سے حفاظت کا ذریعہ: ''سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں اسی واسطے رکھی ہیں کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں۔پس ہر ایک آیت گویا ایک دروازہ سے بچاتی ہے۔'' (الحکم جلد 5 صفحہ:7 مورخہ 17 فروری 1906ء)

سورۃ فاتحہ ہر علم اور ہر معرفت پر محیط ہے: ''پس حق بات یہی ہے کہ سورۃ فاتحہ ہر علم اور معرفت پر محیط ہے۔وہ سچائی اور حکمت کے تمام نکات پر مشتمل ہے۔یہ ہر سائل کے سوال کا جواب دیتی اور ہر حملہ آور دشمن کو تباہ کرتی ہے۔نیز ہر مسافر کو جو مہمان نوازی چاہتا ہے کھلاتی اور ہر آنے جانے والوں کو پلاتی ہے۔بیشک وہ ہر شبہ کو جو ناکامی کی حد تک پہنچانے والا ہو زائل کر دیتی ہے اور ہر غم کو جس نے بوڑھا کر دیا ہو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے اور ہر گمشدہ رہنما کو (راہِ راست پر) واپس لاتی ہے اور ہر خطرناک دشمن کو شرمندہ کرتی ہے۔طالبانِ ہدایت کو بشارت دیتی ہے۔گناہوں کے زہر اور دلوں کی کجی کے لیے اس جیسا کوئی اور معالج نہیں۔اور وہ حق اور یقین تک پہنچانے والی ہے''۔ (روحانی خزائن جلد 7 کرامات الصادقین صفحہ 145 تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ترجمہ از مرتب)

معرفت کا پھل دینے والا درخت: ''فاتحہ ایک ایسا پاکیزہ درخت ہے جو ہر وقت معرفت کے پھل دیتا ہے اور حق و حکمت کے جام سے سیراب کرتا ہے۔جب کوئی شخص اپنے دل کے دروازہ کو اس کا نور قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے تو اس کا نور اس میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ اس سورۃ کے پوشیدہ اسرار سے آگاہ ہو جاتا ہے اور جو شخص اس دروازہ کو بند کرتا ہے وہ خود ہی اپنے فعل سے اپنی گمراہی کو دعوت دیتا ہے اور اپنی تباہی کا مشاہدہ کرتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ جا ملتا ہے''۔ (روحانی خزائن جلد 7 کرامات الصادقین صفحہ 145 تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ترجمہ از مرتب)

سورۃ فاتحہ ایک حصنِ حصین ہے

''سورۃ فاتحہ ایک محفوظ قلعہ، نورِ مبین اور استاد و مددگار ہے اور یہ احکام قرآنیہ کو بڑے اہتمام سے کمی بیشی سے محفوظ رکھتی ہے۔جس طرح سرحدوں کی حفاظت کی جاتی ہے اور اس کی مثال اس اونٹنی کی ہے جس کی پیٹھ پر تیری ضرورت کی ہر چیز لدی ہوئی ہو اور وہ اپنے سوار کو دیارِ محبوب تک پہنچا دے۔نیز اس پر ہر قسم کا زادِراہ، نفقہ اور لباس و پوشاک لدی ہوئی ہو۔یا پھر اس کی مثال اس چھوٹے سے حوض کی ہے جس میں بہت سا پانی ہو گویا کہ وہ متعدد دریاؤں کا منبع ہے، یا وہ ایک عظیم دریا کی گزرگاہ ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اس سورۂ کریمہ کے فوائد اور خوبیاں اَن گنت ہیں اور ان کا شمار انسانی طاقت میں نہیں خواہ کوئی اس خواہش کی تکمیل میں اپنی عمر گزار دے۔گمراہ اور بدبخت لوگوں نے اپنی جہالت اور کند ذہنی کی بناء پر اس کی صحیح قدر نہیں کی۔انہوں نے اسے پڑھا تو سہی لیکن باوجود بار بار پڑھنے کے وہ اس کی خوبی اور خوبصورتی کو نہ پا سکے۔یہ سورۃ منکروں پر شدت سے حملہ کرنے والی اور صحت مند دلوں پر سرعت سے اثر کرنے والی ہے۔ہر وہ شخص جس نے اس پر ایک پرکھنے والے کی طرح نظر ڈالی اور چمکتے ہوئے چراغ کی مانند روشن فکر کے ساتھ اس کے قریب ہوا اس نے اس کو آنکھوں کا نور اور اسرار کی کلید پایا۔بلاشک وشبہ یہی بات حق ہے اور نہ یہ کوئی ظنی بات ہے۔اگر تمہیں کوئی شک ہو تو اٹھو اور خود اس کا تجربہ کر لو اور سستی کو چھوڑ دو اور یہ سوال نہ کرو کہ یہ کیسے اور کہاں ہو سکتا ہے۔اس سورۃ کے عجائبات میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ایسے الفاظ میں بیان کی ہے کہ اس سے زیادہ بیان کرنا انسان کی طاقت میں نہیں۔ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان اسی سورۃ فاتحہ کے ذریعہ فیصلہ کر دے۔ہمارا اسی پر توکل ہے۔آمین یارب العالمین''۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 26 ترجمہ از مرتب)

....

ربّ ذوالجلال والاکرام کے حضور عاجزانہ التجا!

کچھ سال سے گھر میں ڈھونڈتی ہوں
کوئی مسکن جب بھی سوچتی ہوں
جب اُس کی تلاش کو جاتی ہوں
تھک ہار کے واپس آتی ہوں
میں اکثر سوچتی رہتی ہوں
چند روز یہاں کا ڈیرا ہے
آخر کو وہیں بسیرا ہے
اس جگ کا فکر تو اِتنا ہے؟
کُچھ آگے کی بھی چِنتا ہے؟
تیرے در پہ جبیں رکھ دیتی ہوں
اور سِسک سِسک کر روتی ہوں
اشکوں کے ہار پروتی ہوں
جاں غم میں گھلتی رہتی ہے
فکروں میں الجھی رہتی ہے
یہی ہر دم سوچتی رہتی ہوں
جب تیرے پاس میں آؤں گی
تب واپس لوٹ نہ پاؤں گی
پھر مجھ کو وہیں رہنا ہو گا
ہر غم تنہا سہنا ہو گا
جاں درد میں گھلتی رہتی ہے
میرے پیارے رحمٰں عرض یہ سن
بخشش کے سارے ساماں کن
میں چنگی ہوں یا مندی ہوں
بس تیری عاجز بندی ہوں
میں پیار تجھی سے کرتی ہوں
کچھ زادِ راہ نہ، پاس میرے
ہیں خالی دونوں ہاتھ میرے
چند آنسو صرف ندامت کے

کچھ باقی نہیں، ملامت کے
جاں صدقے تیری کرامت کے
سب پاپ میرے تُو مٹا دینا
رحمت کی رِدا پہنا دینا
اسی جگ میں نوید سنا دینا
مرضیّہ کی خبر بتا دینا
یہی آس میں تجھ سے رکھتی ہوں
جگ تیرے لیے ہی چھوڑا ہے
تجھ سے ہی ناطہ جوڑا ہے
گر تُو نے ہی مُکھ موڑ لیا
اور مجھ سے ناطہ توڑ لیا
مورکھ کا کہاں ٹھکانہ ہے
میرے آقا میری عرضی سُن
ہو کرم تیرا اب کہہ دے کُن
جب پاس تُو مجھے بلائے گا
رحمت کے دَر کھلوائے گا
کہنا میں تُم سے راضی ہوں
اک گھر پہلے سے بنا رکھنا
اور پیار سے اسے سجا رکھنا
تیرے کرم کے جھرنے بہتے ہوں
تیرے پیارے بھی وہاں رہتے ہوں
ہم پر بھی کرم فرما دینا
میرے ساتھ میرا یہ ہمدم ہو
کوئی خوف ہمیں نہ کچھ غم ہو
تیری حمد کے گاؤں گیت وہاں
دکھ درد کی نہ ہے ریت جہاں
اے رحیم! رحم فرما دینا

طاہرہ زرتشت ناز

اسلامی کیلنڈر کا آغاز، اس کے ناموں کی وجہ تسمیہ اور اس میں ہونے والے اہم واقعات

(صدیقہ وسیم۔Fredrikstad)

اگر تاریخ کے حوالے سے دیکھا جائے تو اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ کب اور کس نے ان مہینوں کے نام رکھے لیکن جس حد تک تاریخ محفوظ ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی کیلنڈر جس کو ہم ہجری کیلنڈر کہتے ہیں اس کا آغاز دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ جب اسلامی حکومت کی سرحدیں ایران، عراق، مصر اور شام سے ہوتی ہوئی روم تک پھیلنے لگیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اسلامی کیلنڈر کی ضرورت کو شدّت سے محسوس کیا کیونکہ اس وقت تک کیلنڈر تو ایجاد ہو چکے تھے مگر ہر ملک کے اپنے اپنے تھے مثلاً جو کیلنڈر Persia میں تھا اس کی صدی کا آغاز 16 جون AD 632 سے تھا جب کہ شام میں صدی کا آغاز یکم اکتوبر BC 312 تھا اور یہ Julian کیلنڈر استعمال کر رہے تھے۔ مصر والے Coptic کیلنڈر استعمال کر رہے تھے اور ان کی صدی کا آغاز 29 اگست AD 284 سے ہوتا تھا مگر یہ سب کے سب شمسی کیلنڈر تھے۔

اگر اسلام سے پہلے دیکھا جائے تو اس وقت عرب کے ایک حصہ میں Lunar کیلنڈر استعمال ہو رہا تھا. یہ کیلنڈر چاند اور موسم کے حساب سے بنایا جاتا تھا اس لیے اس کے سال کے مہینے کم یا زیادہ ہوتے تھے۔ کبھی سردیاں لمبی ہو گئیں تو سال چھوٹا ہو گیا اور کبھی سردیاں چھوٹی ہو گئیں تو سال لمبا ہو گیا۔ نارمل اس کا سال تقریباً 9 ماہ کا تھا جبکہ دوسرے حصہ میں Julian کیلنڈر سے ملتا جلتا کیلنڈر استعمال ہو رہا تھا جس کا نام Lunisolar تھا اور یہ وہ کیلنڈر تھا جو سورج اور چاند کے حوالے سے بنایا گیا تھا۔ سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کے ساتھ ساتھ ستاروں کی پوزیشن کا بھی حساب رکھا جاتا تھا اس لیے یہ بیشتر اسلامی ملکوں میں رائج تھا جس میں مہینوں کے نام زیادہ تر اہم اسلامی واقعات کے نام پر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب یہ ساری صورت حال رکھی گئی کہ ہر ملک میں ایک الگ کیلنڈر استعمال ہو رہا ہے تو آپ نے ایک ایسے کیلنڈر کا اجراء کیا جو چاند کے حساب سے بنایا گیا اور اس کی صدی کا آغاز آپ نے نہ تو کسی کی وفات یا پیدائش سے کیا بلکہ اس قربانی سے کیا جو آپ ﷺ نے خدا اور اس کے دین کی خاطر کی۔ اپنا گھر بار، دوست احباب سب کو چھوڑا یہاں تک کہ مکہ سے جاتے ہوئے جب آپ ﷺ نے آخری بار پیچھے مڑ کر دیکھا تو فرمایا! اے مکہ کی زمین تو مجھے بہت عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے یعنی آپ ﷺ کی ہجرت سے اس کا آغاز ہوا۔ اسلامی مہینوں کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

محرم، صفر، ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاوّل، جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذی القعد، ذی الحج

شمسی کیلنڈر میں مہینوں کے دن 30 اور 31 ہیں اور یوں سال کے دن 365 بنتے ہیں جبکہ ہجری کیلنڈر میں مہینوں کے دن 28 یا 29 ہوتے ہیں جس سے 355 دن بنتے ہیں۔ شمسی سال میں چونکہ سورج کے حساب سے سال ہوتا ہے اس لیے ہر سال یکم جنوری سردیوں میں ہی آئے گی اور جون کا مہینہ گرمیوں میں ہی آئے گا جبکہ اسلامی کیلنڈر میں مہینے موسم کے حساب سے نہیں آتے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ کبھی شدید سردی میں آتا ہے تو کبھی شدید گرمی میں کیونکہ ہر سال میں 11 دن کا فرق پڑ جاتا ہے مگر ہر 33 شمسی سال کے بعد ہجری مہینہ اسی موسم میں آ جاتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے: هُوَالَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ط مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِکَ اِلَّا بِالْحَقِّ ج یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ. (سورۃ یونس، آیت:6)

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو روشنی کا ذریعہ بنایا اور چاند کو نور، اور اس کے لیے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب سیکھ لو۔ اللہ نے یہ (سب کچھ) پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ۔ وہ آیات کو ایسی قوم کے لیے کھول کھول کر بیان کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں۔

جو بات چودہ سو سال پہلے خدا تعالیٰ نے ہمیں بتا دی تھی کہ سورج اور چاند کا کام صرف ہمیں روشنی اور حرارت دینا ہی نہیں ہے بلکہ اس سے دنوں اور سالوں کا حساب بھی رکھا جا سکتا ہے۔ اس بات کو سائنس دانوں کو سیکھنے میں کئی صدیاں لگ گئیں۔ قرآن ہی سے استنباط کرتے ہوئے ہم شمسی اور ہجری کیلنڈر دونوں کا استعمال کرتے ہیں۔

حرمت والے 4 مہینے: محرم، رجب، ذی القعد، ذی الحج

قرآن پاک میں ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ لا فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ط وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ہ (سورۃالتوبۃ، آیت36)

ترجمہ: یقیناً اللہ کے نزدیک، جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ یہی قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا دین ہے۔ پس ان (مہینوں) کے دوران اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا اور (دوسرے مہینوں میں) مشرکوں سے اکٹھے ہو کر لڑائی کرو جس طرح وہ تم سے اکٹھے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ط زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ. (سورۃالتوبۃ، آیت:37)

ترجمہ: یقیناً نسی کفر میں ایک اضافہ ہے اس سے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا گمراہ کر دیا جاتا ہے۔ کسی سال تو وہ اسے جائز قرار دیتے ہیں اور کسی سال اسے حرام قرار دیتے ہیں تا کہ اس کی گنتی پوری رکھیں جسے اللہ نے حرمت والا قرار دیا ہے، تا کہ وہ اسے جائز بنا دیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ ان کے لیے ان کے اعمال کی بُرائی خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نسی کی تشریح بیان کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اسلام سے پہلے عرب حرمت والے مہینوں کو اپنی مرضی سے آگے پیچھے کر دیتے تھے تا کہ حرمت والے مہینوں میں جو چیز حرام ہے یعنی لڑائی وغیرہ وہ کر سکیں اور بعد میں بعض مہینوں کو حرمت والا قرار دے دیں۔

اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر صغیر صفحہ 238 کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ چاند کے حساب سے جو اسلام نے اختیار کیا ہے سال کے مہینے 12 بنتے ہیں۔ سورج کا حساب ماننے والوں نے بھی 12 ہی مہینے بنائے ہیں مگر بہائیوں نے 19 مہینے بنائے ہیں حالانکہ چاند کے حساب سے 19 ہو ہی نہیں سکتے اور سورج کو مہینوں کا جنم دینے والے ہیئت دانوں نے بھی 12 سے تجاوز نہیں کیا۔ نیز اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنے کی تشریح میں کہتے ہیں کہ اصل غرض مہینہ نہیں، بلکہ اصل غرض پاکیزہ زندگی بسر کرنا ہے۔

اسلامی کیلنڈر کے اہم واقعات

محرم

4 حرمت والے مہینے قرآن سے ثابت ہیں۔ ان مہینوں میں لڑائی کرنا یا خون بہانا منع ہے۔ ان میں سے محرم بھی ایک ہے۔ محرم لفظ کا مطلب روکنا یا رکنا ہے۔ اسلام سے پہلے بھی اس ماہ میں غیر قانونی کام منع تھے اور خاص طور پر خون بہانا۔ اسی لیے اس ماہ میں اس وقت کے لوگ جنگ نہیں کرتے تھے۔ دس تاریخ خاص اہمیت رکھتی تھی وہ اس لیے کہ دس محرم کو بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی تھی۔ دس محرم کو آنحضور ﷺ سے روزہ رکھنے کی روایت بھی ملتی ہے کہ آپ ﷺ اس تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ اسلام سے پہلے اگر دیکھا جائے تو محرم کے مہینہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو

خدا تعالیٰ نے فرعون کے ظلم سے نجات دی اور اسلام قبول کرنے کے بعد دس محرم کو یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ان کے خاندان کو بے دردی سے شہید کر کے فرعون سے بڑھ کر ظلم کی انتہا کی۔ محرم ہی کے مہینہ میں آپ ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا یہ عرصہ (اڑھائی سے تین سال) کا تھا۔ اسی شعب ابی طالب سے باہر آنے کے بعد یعنی سن نبوی کے دسویں سال وہ دو لوگ جو آپ ﷺ کو سب سے پیارے تھے یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب آپ ﷺ سے جدا ہو گئے اسی لیے اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال کہتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ جن سے سب سے زیادہ روایات مروی ہیں نے محرم 7 ہجری کو اسلام قبول کیا۔

صفر

یہ اسلامی کیلنڈر کا دوسرا مہینہ ہے۔ ایک زمانے میں اس مہینہ میں بہت سے حوادث آئے۔ تیز ہوا یا آندھی آنے سے جو آواز آتی ہے اس کو صفر کہتے ہیں شائد اسی لیے اس ماہ کا نام صفر رکھا گیا۔ ایک اور بات یہ بھی ہے کہ اسلام سے قبل لوگوں میں اس ماہ کے بارے میں عجیب و غریب کہانیاں مشہور تھیں جو درست نہیں تھیں۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ صفر مہینہ کے بارے میں یہ سب باتیں درست نہیں ہیں۔ (مسلم)
اس ماہ میں غزوۂ خیبر 7 ہجری کو ہوئی اور اسی ماہ 7 ہجری میں ہی آپ ﷺ کو زہر دے کر ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی۔ 12 صفر 2 ہجری کو جہاد بالسّیف کی اجازت ملی۔ قرآن پاک میں ہے:

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۙ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ

ترجمہ: اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے (قتال) کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ اُن کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ (سورۃالحج آیت 41-40)

ربیع الاوّل

اسلامی کیلنڈر کا تیسرا مہینہ ہے۔ ربیع بہار کو کہتے ہیں یوں اس کا مطلب بنا بہار کا پہلا مہینہ۔ یہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں بعض ہدایات کے مطابق آنحضور ﷺ 12 ربیع الاول کو اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی پیدائش بھی جہالت میں ڈوبی ہوئی انسانیت کے لیے ایک بہار کی نوید تھی اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں آپ ﷺ 11 ہجری کو اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ اس ماہ میں مکہ سے مدینہ ہجرت ہوئی اور آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی وفات بھی اسی ماہ میں ہوئی۔

ربیع الثّانی

اسلامی کیلنڈر کا چوتھا مہینہ ہے اس کو بہار کا دوسرا مہینہ بھی کہتے ہیں۔ اس ماہ آپ ﷺ نے ایران کے بادشاہ کسریٰ کو 6 ہجری کو خط لکھا۔ یہ وہ بد بخت بادشاہ تھا جس نے اپنے گھمنڈ میں آپ ﷺ کے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔ اس گستاخی کے نتیجہ میں وہ جلد ہی ہلاک ہوا اور اس کی عظیم الشّان سلطنت پاش پاش ہوگئی۔

جمادی الاوّل

اسلامی کیلنڈر کا پانچواں مہینہ ہے۔ اس ماہ میں آپ ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات بھی اسی ماہ میں ہوئی تھی۔

جمادی الثّانی

اسلامی کیلنڈر کا چھٹا مہینہ ہے۔

رجب

اسلامی کیلنڈر کا ساتواں مہینہ ہے۔عربی کے لفظ رجب سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے عزت والا۔قرآن کریم سے ثابت ہے کہ یہ حرمت والا مہینہ ہے۔اسی ماہ 27 رجب کو آپ ﷺ نے کشفاً معراج کا سفر کیا۔مسلمانوں پر 5 نمازیں فرض ہوئیں۔ جنگ تبوک 9 ہجری کو ہوئی اور یہ آخری لڑائی تھی جس میں آنحضور ﷺ بنفس نفیس شامل ہوئے۔اسی مہینہ میں 5 نبوی کو 11 مردوں اور 4 عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی جس کو ہجرتِ حبشہ کہا جاتا ہے۔امام ابوحنیفہ 150 ہجری کو امام شافی 204 ہجری کو اور امام مسلم نے 261 ہجری کو وفات پائی۔

شعبان

اسلامی کیلنڈر کا آٹھواں مہینہ ہے۔یہ عربی لفظ تشعب سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے مختلف اطراف میں سفر کرنا۔رجب کا مہینہ چونکہ حرمت والا مہینہ ہے جس میں خون خرابہ یا لڑائی کرنا منع تھا اس لیے عرب لوگ رجب کے ختم ہوتے ہی اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لیے نکل کھڑے ہوتے تھے۔ 15 شعبان کو شبِ برات ہے جب آپ ﷺ کو خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ سے بیت المقدس کی کشفاً سیر کروائی۔اسی ماہ میں تحویل کعبہ یعنی کعبہ کی تبدیلی ہوئی اس سے پہلے مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے مگر آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ خانہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ہو کیونکہ یہ خدا کا پہلا گھر ہے اس لیے اس کی اہمیت بیت المقدس سے زیادہ ہے۔ہجرت کے 16-17 ماہ بعد خدائی حکم کے تحت یعنی 6 ہجری 25 شعبان کو اللہ کے حکم سے مسلمانوں کا رخ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھر گیا۔قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے:

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ. (سورۃ البقرۃ آیت 143)

ترجمہ: لوگوں میں سے بیوقوف ضرور کہیں گے کہ کس چیز نے اُن کو اپنے قبلہ سے پھیر دیا ہے جس پر وہ (پہلے) قائم تھے۔تُو کہہ دے کہ مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں۔وہ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

رمضان

رمضان عربی کے لفظ رمض سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے بہت زیادہ گرمی۔اس نام کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں۔پہلی یہ کہ جب یہ نام رکھا گیا تو ہوسکتا ہے اس وقت اس ماہ میں شدید گرمی ہو۔اب بھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض اوقات رمضان شدید گرمی کے موسم میں آتا ہے۔دوسری وجہ یہ کہ جب انسان روزہ رکھتا ہے تو بھوک پیاس کی وجہ سے اس کے جسم کا درجۂ حرارت بڑھ جاتا ہے۔تیسرے یہ کہ خدا کی عبادت میں شدّت آتی ہے۔وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالثَّوَاب. روزے رکھنے کی تاریخ بھی پرانی ہے۔تقریباً ہر مذہب اور فرقے میں روزے پائے جاتے ہیں مگر مسلسل ایک ماہ کے روزے اور مخصوص ماہ میں صرف اسلام ہی میں ہیں۔ہجرت کے دوسرے سال مسلمانوں پر روزے فرض ہوئے۔اس ماہ کی اہمیت اس بات سے ہے کہ اس ماہ سب مسلمان روزے رکھتے ہیں اور آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے ہیں جس میں لیلۃ القدر کی تلاش کی جاتی ہے، خاص طور پر طاق راتوں میں۔یہ وہ رات ہے جس کی اہمیت ہزاروں راتوں سے بڑھ کر ہے۔رمضان ہی میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ہر رمضان میں جبرائیلؑ قرآن کا جو حصہ نازل ہو چکا ہوتا تھا آپ ﷺ سے سنا کرتے تھے، آخری رمضان میں جبرائیلؑ نے دو دفعہ سنا تھا۔سب سے پہلی جنگ، جنگِ بدر رمضان میں 6 ہجری کو ہوئی۔اسی ماہ مکہ بغیر جنگ کے 8 ہجری کو فتح ہوا۔

شوال

یکم شوال کو عید الفطر منائی جاتی ہے۔شوال کے 6 روزے رکھنا سنت ہے۔

ایک حدیث ہے کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضورﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد (عید کا دن) چھوڑ کر شوال کے بھی 6 روزے رکھے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں (کیونکہ ایک روزے کا دس گنا ثواب ملتا ہے اس طرح 36 روزوں کا 360 گنا ثواب ملتا ہے)۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 318)

اسی ماہ جنگ احد 3 ہجری کو ہوئی۔

ذی القعد

یہ مہینہ حرمت والا مہینہ ہے اس ماہ میں عرب لوگ خانہ کعبہ کا طواف کرنے والوں کے لیے تیاری کرتے تھے کیونکہ خانہ کعبہ کے طواف کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ

وَ اِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ؕ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰہٖمَ مُصَلًّی ؕ وَ عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ طَہِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡعٰکِفِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ. (سورۃ البقرۃ، آیت 126)

ترجمہ: اور جب ہم نے (اپنے) گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا۔ اور (اے انسانو!) ابراہیم (کی عبادت) کے مرتبہ میں سے کچھ نماز کے وقت اپنالو۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لیے خوب پاک وصاف بنائے رکھو۔

غزوۂ خندق جسے غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں اس مہینہ میں 5 ہجری کو ہوئی۔ بیعتِ رضوان اور صلح حدیبیہ بھی 6 ہجری کو ہوئی۔

ذی الحج

اسلامی کیلنڈر کا آخری مہینہ ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں حج کیا جاتا ہے۔ طواف تو اسلام سے بہت پہلے کیا جاتا تھا مگر حج اور اس کے مناسک بعد میں فرض ہوئے۔ ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے اسی لیے یہ ارکانِ اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ یکم سے دس ذی الحج تک حج کے مناسک ادا کیے جاتے ہیں۔ 9 کو حج ہوتا ہے اور 10 کو قربانی کی جاتی ہے جو ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں کرتے ہیں۔ اسی ماہ میں آنحضورﷺ نے ہرقل قیصر روم کو دو خط لکھے۔ ایک 6 ہجری کو اور دوسرا 9 ہجری کو۔ اسی ماہ میں آپﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع 10 ہجری کو دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 26 ہجری اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 35 ہجری کو اسی مہینہ میں شہید کیا گیا۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی لکھا ہے کہ ہم ہجری اور شمسی دونوں کیلنڈر استعمال کرتے ہیں۔ دنیا شمسی کیلنڈر کے حساب سی ہی چل رہی ہے مگر اسلامی تہوار کے لیے ہجری کیلنڈر کو دیکھا جاتا ہے مثلاً رمضان کب شروع ہو رہا ہے عید کب آ رہی ہے، حج کے ایام کون سے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ حقیر سی کوشش ہے خدا کرے آپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہو۔ اگر مزید معلومات حاصل کرنا ہو تو درج ذیل ویب سائٹز اور کتاب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

http://www.quranreading.com/blog/the-history-and-great-importance-of-islamic-months/

https://www.soundvision.com/article/the-beginning-of-hijri-calendar

http://www.inter-islam.org/miscellaneous/months.htm

http://www.iman.co.nz/calendar/history.php

sirat khatamanabyeen s.w ritten by Hazrat mirza basheer Ahmad M.A

....

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

(نبیلہ رفیق Dramen)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے چہیتے نواسے تھے جن کو آپ ﷺ نے اپنے کاندھوں پر اٹھایا اور گود میں لے لے کر بہلایا۔ تاریخ میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدے میں ہوتے تو بچپن کی ناسمجھی میں دونوں نواسے آپ ﷺ کے کاندھوں پر چڑھ جاتے اور آپ ﷺ فرطِ محبت میں اس وقت تک سجدے سے سر نہ اُٹھاتے جب تک کہ بچے خود نہ اتر جاتے۔ کبھی ان کو گود میں لے کر اپنی چادر میں لپیٹ لیتے اور محبت سے فرماتے کہ میری چادر میں جنت کے پھول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا ایک دن ''حضور ﷺ نے حسین کو پکڑا ہوا ہے۔ ان کے پاؤں حضور ﷺ کے پاؤں پر ہیں اور آپ ﷺ فرما رہے تھے آ جاؤ! چڑھو! اوپر چڑھو! یہاں تک کہ حضرت حسین کے پاؤں حضور ﷺ کے سینہ پر آ گئے۔ پھر حضور ﷺ نے حسین کو کہا منہ کھولو۔ حسین نے منہ کھولا تو حضور ﷺ نے بچے کا منہ چوم لیا اور کہا بارگاہ الٰہیہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔''

(حضرت محمد ﷺ از غلام باری سیف صفحہ: 336)

مگر رسولِ خدا ﷺ کے ان لاڈلے نواسوں کو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ اپنے نانا کی وفات کے بعد انہیں زمانے کے کتنے سرد، گرم دن دیکھنے پڑیں گے۔ یہ وہی حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے مقدّس نانا کی صحبت پائی اور نبوّت کی برکات سے فیض یاب ہوئے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد چار خلفائے راشدین کے زمانے کی سردی گرمی دیکھی، اسی مدینہ میں رہتے ہوئے اپنے باپ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت تین خلفائے راشدین کی شرپسندوں کے ہاتھوں شہادت دیکھی اور یہ سب کچھ صبر اور حوصلے سے برداشت کیا۔ جب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اور حیات تھے، ذمہ داری کا اصل بوجھ ان کی ذات پر تھا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اسلامی حکومت کو بچانے کی ذمہ داری حضرت امیر معاویہؓ پر تھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے یزید ابنِ معاویہ نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ یزید کی والدہ عیسائی گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اس وجہ سے یزید کی پرورش بھی ننھیال میں ہوئی تھی جہاں ظاہر ہے عیسائی ماحول تھا۔ یزید کا کردار کسی اعتبار سے بھی مسلمانوں کا خلیفہ تو درکنار چھوٹا، موٹا لیڈر بھی بننے کے قابل نہیں تھا مگر باپ کی وفات کے فوراً بعد اس نے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ اس کے ساتھ مسلمانوں کے اصل دشمن اور شرپسندوں کا ٹولہ تھا جنہوں نے اسے ہر طرح سے گمراہ کرنے اور اسلامی حکومت کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے بھرپور مدد کی۔ مدینہ اور مکّہ میں ابھی اکابر صحابہ کرامؓ جنہوں نے آنحضور ﷺ کا زمانہ دیکھا تھا موجود تھے۔ یزید اور اس کے ساتھیوں کا بڑا مقصد ان سے یزید کی بیعت لینا تھا۔ ان میں رسول خدا ﷺ کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

یزید کی ان حرکتوں سے کوفہ کے مسلمان پریشان تھے۔ انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خطوط لکھنا شروع کر دیے کہ آپ کسی طرح کوفہ آ جائیں اور ہم سے بیعت لیں۔ تھوڑے سے عرصہ میں کوفہ کے لوگوں نے آپ کو اتنے خط لکھے کہ آپ نے کوفہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ آپ مسلمانوں کی واحد امید تھے۔ کوفہ کے لوگوں کی وفاداری اور نیّت کے متعلق مؤرخین الگ الگ روایات لکھتے ہیں۔ کچھ کے خیال میں کوفہ کے لوگ تھے ہی غدّار اور محض حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے دشمنی لینے کے لیے انہیں بلا رہے تھے۔ مگر کچھ مؤرخین اور مصنّفین کا خیال ہے کہ کوفہ کے لوگ دل سے چاہتے بھی تھے کہ نواسۂ رسول ﷺ یہاں آ جائیں مگر یزید کی مرضی کے مخالف تو وہ کبھی بھی نہیں چل سکتے تھے۔ اس لیے ان کے دل حق اور سچائی کے ساتھ

تھے مگر یزید کے خوف نے انہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دینے دیا۔ (دل کی حالت تو اللہ ہی جانتا ہے)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پوزیشن ایسی ہو چکی تھی کہ انہیں اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت برقرار رکھنے کی فکر کوفہ کی طرف جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ انہوں نے اپنے اہلِ خانہ اور دوسرے لوگوں کو ساتھ لیا اور رختِ سفر باندھا۔ دوسری طرف مدینہ، مکہ اور باہر سے بھی بہت سے لوگ اور بزرگان جو حالات پر گہری نظر رکھنے والے تھے، نہیں چاہتے تھے کہ آپ وہاں جائیں۔ ان کو یہ مشورہ بھی دیا گیا کہ اگر جانا ہی ہے تو مردوں کا قافلہ لے جائیں اہلِ خانہ کو چھوڑ جائیں مگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دل میں شاید یہ خیال تھا کہ رسولِ خدا ﷺ کے خاندان سے لوگ محبت کرتے ہیں اور یہ بھی کہ اگر مشکل آنی ہے تو پہلے میرے اہلِ خانہ پر آئے۔

آپ نے کوفہ کے حالات جاننے کے لیے اپنے ایک عزیز مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا۔ کوفہ کے لوگ پہلے تو مسلم بن عقیل کے ساتھ مل گئے پھر یزید نے جب سخت طریق اپنائے تو بہر حال متشدّد حکومت کے زیرِ نگین رہتے ہوئے انہیں ڈرنا ہی تھا۔ سو وہ خوف زدہ ہو کر مسلم بن عقیل کی ہمدردی سے الگ ہو گئے اور ان کو پکڑوا دیا۔ یزید نے انتہائی بے دردی سے انہیں قتل کروا دیا۔ یہ خبر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دورانِ سفر مل گئی تھی۔ اس خبر کے بعد حالات واضح ہو گئے تھے۔ اس لیے بہت سے وہ لوگ جو پہلے آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار تھے واپس پلٹ گئے۔ مگر ایک روایت کے مطابق مسلم بن عقیل کے بھائیوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو جانے پر اصرار کیا۔

سفر شروع ہوا۔ راستے میں بھی ایسا ہوا کہ مختلف مقامات پر اس قافلے کو مختلف لوگوں نے آگے جانے سے روکا مگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو حق اور سچائی کو بحال رکھنے کا وعدہ اپنے خدا سے اور خود اپنے آپ سے کیا تھا وہ نبھاتے ہوئے سفر جاری رکھا۔ اس سفر کی داستان درجنوں مصنّفین نے اپنے اپنے ذہن، معلومات اور مسلک کو سامنے رکھ کر بارہا لکھی ہے۔ راستے کے مصائب، تکالیف، اپنوں کے مشورے، شرپسندوں کے مذموم ارادے کچھ بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے عزمِ صمیم کو ڈگمگا نہ سکے۔ یہاں تک کہ عراق کے اندر پہنچ گئے اور وہ میدان آ گیا جس کا نام کربلا ہے۔ جس نے امّتِ مسلمہ کو ایسا غم دیا ہے جس کی بازگشت اب ہر سال مسلمانوں کے کانوں میں گونجتی ہے۔

یہاں پہنچ کر آپ نے اس علاقے کا نام پوچھا۔ وہ زمین جس پر قیام کرنا تھا اسے نقد رقم دے کر خریدا اور اپنا پڑاؤ ڈال لیا۔ اس وقت آپ کے ساتھ کل بہتّر (72) مرد و زن تھے جن میں آپ کی بیویاں، بہن، بچے، بچیاں اور کچھ جاں نثار شامل تھے۔

بہر حال تقدیر میں جو لکھا تھا وہ ہو کے رہا۔ یزید نے اپنے ایک شرپسند جلاد نما فوج کے جرنیل ابنِ زیاد کو ظالمانہ احکامات دے کر ان کے پیچھے لگا دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہر چند یزید کے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی مگر ابنِ زیاد اور شمر نامی جرنیل کسی صورت ماننے اور سننے پر تیار نہیں تھے۔ انہوں نے آپ اور آپ کے قافلے والوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جو جانی دشمن بھی نہیں کرتا۔ پہلے پانی بند کیا۔ عرب کے صحرا میں شدید گرمی میں بچے بڑے بلکتے رہے مگر انہیں ترس نہ آیا۔ پھر ایک ایک کر کے تمام مردوں اور نوجوان لڑکوں کو مار ڈالا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چھ ماہ کے بیٹے علی اصغر کو بھی تیروں سے چھلنی کر دیا۔ صرف ایک نوجوان زین العابدین جو کہ شدید بخار کی وجہ سے میدانِ جنگ میں نہیں جا سکتے تھے بچ گئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو سجدے کی حالت میں تلواروں سے کاٹ ڈالا۔ تمام خواتین کو قیدی بنایا اور کوفہ میں یزید کے دربار تک لے آئے۔ دونوں جلاد صفت جرنیلوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹا اور اسے طشت میں رکھ کر یزید کے سامنے پیش کیا۔

یوں رحمۃ للعالمین، خاتم النّبیین سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لاڈلے نواسے جنہیں آپ جنّت کا پھول کہتے تھے، جو آپ ﷺ کے کاندھے پر چڑھے رہتے تھے، نے عراق کے صحرا میں کرب و بلا سے بھری ہوئی زمین میں بھوکے پیاسے سجدے کی حالت میں تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان کے بزرگ نانا کے مذہب کو شرپسندوں سے بچایا جا سکے اور اُمّتِ مسلمہ کا اتحاد قائم رہے۔ آج مسلمان ہر سال محرّم کے ماہ

میں دس پندرہ دن خوب سوگ مناتے ہیں۔ان کے غم میں رورو کراور پیٹ پیٹ کر بے حال ہو جاتے ہیں مگر کسی کو کوئی خیال نہیں آتا کہ جس مقصد کے لیے انہوں نے اپنی جانیں گنوائیں اسے کیسے پورا کرنا ہے اور اتحاد، یگانگت اور اجماع کیسے کیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''امام حسین کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔آخری وقت میں جو اُن پر ابتلا آیا تھا وہ کتنا خوفناک ہے۔لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پینے کا پانی بند کر دیا گیا اور ایسا اندھیر مچایا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کیے گئے۔اور لوگ بول اُٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیّت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کیا گیا اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لیے تھا۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 336)

خاکم نثارِ کوچہ آلِ محمد است

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ عَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ

منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو
یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پروا جاتی ہے اگر تو جانے دو
تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطراتِ محبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے اگر تو چھانے دو
صادق ہے اگر تو صدق دکھا قربانی کر ہر خواہش کی
ہیں جنسِ وفا کے ماپنے کے دنیا میں یہی پیمانے دو

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں تو جل جانے دو
عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں دیوانے دو
وہ اپنا سر ہی پھوڑے گا وہ اپنا خون ہی بیٹے گا
دشمن حق کے پہاڑ سے گر ٹکراتا ہے ٹکرانے دو
یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائیں گے رشکِ چمن اس دن
ہے قادرِ مطلق یار مرا، تم میرے یار کو آنے دو

جو سچے مومن بن جاتے ہیں موت بھی ان سے ڈرتی ہے
تم سچے مومن بن جاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو
یا صدق محمد عربی ہے یا احمدِ ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو
وہ تم کو حسین بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں
یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو

(از کلام محمود صفحہ 154)

عید میلاد النبی ﷺ

(ثمینہ حفیظ۔ مجلس بیت النصر اوّل)

رسول پاک ﷺ کی بعثت سے قبل جب انسانیت پر نزع کا عالم تھا اور دُنیا ہلاکت کی عمیق گہرائیوں میں گرنے والی تھی اس وقت غیرتِ خُدا جوش میں آئی اور خُدا تعالیٰ نے دُنیا کو اندھیروں سے نکالنے اور روشنی سے منوّر کرنے کے لیے ایک ذاتِ کامل کو مبعوث فرمایا یعنی ہمارے آقا حضرت اقدس محمد ﷺ۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاوّل 571ء اپریل بہار کے موسم میں ہوئی۔ ایک مصری سکالر کی تحقیق کے مطابق آپ ﷺ کی پیدائش 9 ربیع الاوّل بنتی ہے۔

ربیع الاوّل کا مہینہ جس میں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت ہوئی، اس دن کو عام مسلمان بالخصوص پاک و ہند کے افراد ''عید میلاد النبی'' کے طور پر مناتے ہیں۔ اس موقع پر خاص پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ مساجد میں چراغاں ہوتا ہے اور گلیوں اور بازاروں کو خاص قسم کی جھنڈیوں سے سجایا جاتا ہے۔ علماءِ کرام رسولِ کریم ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرتے ہیں۔ محافلِ میلاد منعقد کی جاتی ہیں۔ بڑے پیمانے پر جلسے جلوس ہوتے ہیں۔ یوں تمام مسلمان رسولِ کریم ﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ عید کا لفظ خوشی پر دلالت کرتا ہے اور اس کامل نبی کی پیدائش کی خوشی کو منانے کا اصل مقصد تو اس کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ 12 ربیع الاوّل یا عید میلاد النبی کے بارے میں احادیث سے کیا ملتا ہے۔ کیا کبھی آنحضور ﷺ نے اپنی زندگی میں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد کبھی آپ ﷺ کی پیدائش کا دن منایا تھا؟ اور یہ بھی کہ کیا احمدی 12 ربیع الاوّل کا دن مناتے ہیں؟ اگر مناتے ہیں تو کس طرح مناتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یہ مولود النبی جو ہے، یہ کب سے منانا شروع کیا گیا، اس کی تاریخ کیا ہے؟ مسلمانوں میں بھی بعض فرقے میلاد النبی کے قائل نہیں ہیں۔ اسلام کی پہلی تین صدیاں جو بہترین صدیاں کہلاتی ہیں ان صدیوں کے لوگوں میں نبی کریم ﷺ سے جو محبت پائی جاتی تھی وہ انتہائی درجہ کی تھی اور سب لوگ سُنت کا بہترین علم رکھتے تھے اور سب سے زیادہ اس بات کے حریص تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت اور سنت کی پیروی کی جائے لیکن اس کے باوجود تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ کسی صحابی یا تابعی جنہوں نے صحابہ کو دیکھا ہوا تھا کے زمانہ میں بھی عید میلاد النبی کا ذکر نہیں ملتا۔ وہ شخص جس نے اِس کا آغاز کیا اُس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ''عبداللہ بن محمد بن عبداللہ قداح'' تھا۔ اس کا تعلق باطنی مذہب کے بانیوں میں سے تھا۔ باطنی مذہب یہ ہے کہ اس میں شریعت کے بعض پہلو ظاہر ہوتے ہیں اور بعض چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ مصر میں ان کی حکومت کا زمانہ 362 ہجری بتایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دن منائے جاتے تھے مثلاً یومِ عاشورہ ہے میلاد النبی تو خیر ہے ہی۔ میلاد حضرت علی رضی اللہ عنہ، میلاد حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہے۔۔۔ پھر رمضان کے حوالے سے مختلف تقریبات ہیں۔'' (خطبہ جمعہ 13 مارچ 2009ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 3 اپریل 2009ء)

ایک شخص نے مولود خوانی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''آنحضرت ﷺ کا تذکرہ بہت عمدہ ہے بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی یاد سے رحمت نازل ہوتی ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے بھی

انبیاء کے تذکرہ کی ترغیب دی ہے۔ جن چیزوں سے توحید میں خلل واقع ہو اور بدعات مل جائیں تو وہ جائز نہیں۔ خُدا کی شان خُدا کے ساتھ رکھو اور نبی کی شان نبی کے ساتھ رکھو۔ (خطبہ جمعہ 13 مارچ 2009ء الفضل انٹرنیشنل 3 اپریل 2009ء بحوالہ ملفوظات جلد سوم صفحہ 159)

خلافتِ ثانیہ کے دَور میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی دردناک صدا اس وقت بلند ہوئی جب 1927ء میں بعض بدزبان اور دریدہ دہن مخالفین نے ہمارے پیارے رسول ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر انتہائی غلیظ حملے کیے۔ ایک ہندو اخبار ''ورتمان نے'' رسولِ کریم ﷺ کے متعلق ایک نہایت دل آزار مضمون شائع کیا اور اسی زمانہ میں ایک نہایت گندی کتاب ''رنگیلا رسول'' کے نام سے شائع ہوئی یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس نے ہر عاشقِ رسول ﷺ کو سراپا احتجاج بنا دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ اشتعال انگیز مضمون دیکھتے ہی ایک پوسٹر شائع کیا جس کا عنوان تھا۔ ''رسولِ کریم ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہوں گے''۔ (سوانح فضل عمر جلد پنجم صفحہ 39)

یہ پوسٹر راتوں رات ہندوستان بھر میں چسپاں کر دیا گیا جس نے سارے ملک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ ہر طرف اس کا چرچا ہونے لگا، حکومت پر اس کا اثر ہوا اور ذمہ دار افراد پر مقدمہ درج ہو گیا۔ غیر مسلموں کی ان دل آزار حرکتوں کی وجہ سے ہر دردمند مسلمان نے اپنی جگہ تکلیف اور دکھ محسوس کیا۔ <u>حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ردِّعمل اپنی شان میں نرالا اور بے مثال تھا۔ ایسے وقت میں آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پُرامن طریق پر بہادری اور جرأت سے کام لینے کی طرف توجہ دلائی۔ اس طرح سے ایک اور درخشندہ باب کا اضافہ ہوا اور ملک بھر میں منظم طریق پر سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا انعقاد ہوا۔</u>

اس بابرکت تجویز کو پیش کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''لوگوں کو آپ ﷺ پر حملہ کرنے کی جرأت اس لیے ہوتی ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں یا اس لیے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے لوگ ناواقف ہیں اور اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ کہ رسولِ کریم ﷺ کی سوانح پر کثرت اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ آپ ﷺ کے حالاتِ زندگی اور آپ ﷺ کی پاکیزگی سے آگاہ ہو جائے اور کسی کو آپ ﷺ کے متعلق زبان درازی کرنے کی جرأت نہ رہے۔ (سوانح فضل عمر جلد پنجم صفحہ 50)

اس وسیع پروگرام کے لائحہ عمل یعنی 1928ء کے جلسہ جات کے لیے یہ اہم پہلو تجویز فرمائے:

(1) رسولِ کریم ﷺ کی بنی نوع انسان کے لیے قربانیاں، رسولِ کریم ﷺ کی پاکیزہ زندگی، رسولِ کریم ﷺ کے دُنیا پر احسانات

(2) ایک ہزار مقامات پر جلسہ کرنے کے لیے ایک ہزار فدائی مقررین کا مطالبہ

(3) رسولِ کریم ﷺ کے احسانات چونکہ عالمی ہیں، اس میں مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی رسولِ کریم ﷺ کے حق میں کچھ کہنا چاہیں تو ضرور موقع دیا جائے

(4) جو مضامین آئیں ان میں اوّل، دوم، سوم آنے والوں کو انعامات دیئے جائیں۔ (الفضل انٹرنیشنل 12 فروری 2016ء صفحہ 12)

چنانچہ خُدا تعالیٰ کے فضل سے پہلی دفعہ 17 جون 1928ء کو ملک بھر میں بڑے جوش وخروش کے ساتھ سیرت النبی ﷺ کے جلسے منعقد ہوئے جن میں مسلمانوں اور دوسرے مذاہب کے سعید فطرت لوگوں نے بڑے جوش وجذبہ سے شامل ہو کر اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا۔ (سوانح فضل عمر جلد 5 صفحہ 54)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز اس بارے میں فرماتے ہیں:

''بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ مولود کے دن جلسہ کرنا، کوئی تقریب منعقد کرنا منع نہیں ہے بشرطیکہ اس میں کسی قسم کی بدعات نہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت بیان کی جائے۔۔۔ محبوب کی سیرت بیان کرنی ہے تو پھر سارا سال ہی مختلف وقتوں میں جلسے ہو سکتے ہیں اور کرنے چاہئیں اور یہی جماعت احمدیہ کا تعامل ہے اور یہی جماعت کرتی ہے۔ اس لیے یہ کسی خاص دن کی مناسبت سے نہیں۔۔ بلکہ ہمیشہ سیرت بیان کی جاتی ہے۔ اگر اس

طرح پورے ملک میں اور پوری دُنیا میں ہو تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن بدعات شامل نہیں ہونی چاہئیں۔(خطبہ جمعہ 13 مارچ 2009ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 3 اپریل 2009ء)

1930ء میں اندرون اور بیرون ملک میں پُر شوکت جلسے منعقد ہوئے اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُنیا کے دوسو سے زائد ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے ہر جگہ دُنیا میں جلسے منعقد ہو رہے ہیں الحمدللہ۔ جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کو بیان کرنے کے لیے کسی مخصوص دن یا مہینے کی ضرورت نہیں بلکہ سال میں کبھی بھی اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کی سیرت کا دن منایا جا سکتا ہے۔ صرف ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ یا جتنی بھی مرتبہ چاہیں۔ جتنا زیادہ ہم آپ ﷺ کی سیرت کے دن منائیں گے اسی قدر دشمنوں کو آپ ﷺ کے خلاف حملے کرنے کا موقع کم ملے گا۔ وہ برگزیدہ ہستی جس نے دنیا کو انسانیت کا درس دیا، جس کے آنے سے ظلمت کافور ہوئی اور دنیا نور و ہدایت سے منور ہوئی، جس کو خدا نے کامل شریعت دی، جس کا نام محمّد تھا اور جس کے کام محمّد تھے۔ (محمّد کا مطلب ہے قابل تعریف) اس ہستی کو کسی کی تعریف کی ضرورت نہیں بلکہ جو بھی آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرے گا وہ نجات پا جائے گا۔ خدا تعالیٰ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (سورۃ آل عمران آیت: 32)

ترجمہ: اے محمد ﷺ تو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

ہمارا خدا سے محبت کرنے کا دعویٰ نامکمل ہے جب تک ہم آپ ﷺ سے محبت نہ کریں اور آپ ﷺ سے محبت ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم آپ ﷺ کی سیرت پر خود بھی عمل کریں اور زیادہ سے زیادہ دوسروں کے سامنے بھی بیان کریں۔ اسی لیے ہم اپنے جلسہ سیرت النبی ﷺ میں غیر از جماعت لوگوں کو بھی بلاتے ہیں تا کہ ان کے دلوں میں جو غلط فہمیاں ہیں وہ دور ہو جائیں۔

محمد ہی نام اور محمد ہی کام علیک الصّلوٰۃ علیک السّلام

خُدا تعالیٰ ہمیں رسولِ کریم ﷺ کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اَللّٰھُمَّ آمین

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں

ترے چہرے سے تابانی ملی
بطحا کے ذرّوں کو
ترے اعجاز نے بخشی
فقیروں کو شہنشاہی

تری گفتار میں
قرآن کی عقدہ کشائی ہے
تری رفتار میں
دونوں جہانوں کی رسائی ہے

تُو نہ آتا تو نہ
نیلا فلک سایۂ فگن ہوتا
تڑپ ہوتی نہ پھر دل میں
کسی معشوق کی خاطر

خدا کے بعد تیرا نام
چلتا ہے فضاؤں میں
زمین و آسمانوں میں
عشق کی سجدہ گاہوں میں

ترے اخلاق نے ظلمت
کو نوروں میں بدل ڈالا
ترے اعجاز نے
انساں کو سدرہ تک رسائی دی

اندھیری شب کے دامن
سے نکلتی نہ مہ تاباں

(نبیلہ رفیق)

تحریک جدید کے تحت ہونے والے کام

(عطیہ نصیر۔حلقہ Prinsdal)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

''اگر تم اللہ کے لیے اپنے مالوں میں سے ایک اچھا حصہ کاٹ کر الگ کر دو تو وہ اس حصہ کو تمہارے لیے بڑھائے گا اور تمہارے لیے بخشش کے سامان پیدا کرے گا اور اللہ بہت قدردان اور ہر بات کو سمجھنے والا ہے''۔ (سورۃ التغابن: آیت 18)

جماعت احمدیہ کی مالی تحریکات میں سے ایک اہم تحریک ''تحریک جدید'' ہے جس کے آغاز کا اعلان اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1934ء میں قادیان کی سرزمین میں ایسے وقت میں فرمایا جب مخالفین احمدیت اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ وہ اس جماعت کو مٹا کر رکھ دیں گے۔

پس اس تحریک کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''یہ مت خیال کرو کہ یہ تحریک میری طرف سے ہے،نہیں! بلکہ اس کا ایک ایک لفظ مَیں قرآن کریم سے ثابت کر سکتا ہوں۔۔۔پس یہ خیال مت کرو کہ جو مَیں نے کہا ہے وہ میری طرف سے ہے بلکہ یہ اس نے کہا ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔اگر مَیں مر بھی جاؤں تو وہ دوسرے سے یہی کہلوائے گا اور اس کے مرنے کے بعد کسی اور سے۔بہر حال چھوڑے گا نہیں جب تک تم سے اس کی پابندی نہ کرا لے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 دسمبر 1935 مطبوعہ الفضل 21 قادیان دسمبر 1935)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریک جدید کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''**تمام لوگوں تک پہنچنے کے لیے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے، ہمیں رقم کی ضرورت ہے، ہمیں عزم واستقلال کی ضرورت ہے اور ہمیں ان دعاؤں کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں**۔''تحریک جدید کو اس لیے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت سے پہنچا دیا جائے''۔۔۔اس کے ذریعے سے ایسے افراد میسر آجائیں جو اپنے آپ کو خدا کے دین کی اشاعت کے لیے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں۔تحریک جدید کو اس لیے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ عزم واستقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ (خطبہ جمعہ 27 نومبر 1942ء مطبوعہ روزنامہ الفضل قادیان 2 دسمبر 1942ء ص:4)

تحریک جدید کے مقاصد

1) اسلام کی اشاعت

2) جماعت احمدیہ کا بیرونی ملکوں میں قیام

3) مساجد کا قیام

4) مشن ہاؤسز کا قیام

5) جماعتی لٹریچر کی اشاعت اور تقسیم کا قیام

6) مشنریز

تحریک جدید اور عالمی کامیابیاں

1) 1982 میں خلافت رابعہ کے آغاز کے وقت جماعت 80 ممالک میں قائم تھی جو کہ اب بفضل تعالیٰ 200 سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہے۔

2) نصرت جہاں سکیم کے تحت 500 سے زائد سکولوں اور طبی اداروں کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1970ء میں جب مغربی افریقہ کا دورہ کیا تو وہاں پر آپ کے دل میں اس تحریک کا خیال آیا اور وہاں سے ہی آپ نے اس کی ابتدا کی۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کے تحت اس سکیم نے افریقہ کی دکھی انسانیت کے دکھوں کے مداوے کا سامان مہیا کیا، طبی ادارے کھولنے کے ساتھ ساتھ تعلیم کے میدان میں بھی جماعت کو مستحکم بنیادوں پر خدمت کا عظیم الشان اور وسیع پروگرام جاری کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ نصرت جہاں سکیم کے تحت سب سے پہلا احمدیہ ہسپتال گھانا میں kokofu کے مقام پر کھولا گیا۔ اس سکیم کے تحت ہومیو پیتھک کا پہلا کلینک بھی گھانا میں کھولا گیا جس کی ابتدا 1991ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دَور میں ہوئی۔ 1995ء میں طاہر ہومیوپیتھی کی ابتدا ہوئی۔

3) 16000 سے زائد مساجد اور مشن ہاؤسز کا قیام

4) قرآن کا 70 سے زائد زبانوں میں ترجمہ

5) 111 زبانوں میں منتخب آیات کا ترجمہ

6) 40 کے قریب اسپتالوں کا قیام

7) 8 سے زائد جامعہ احمدیہ کا قیام

جامعہ احمدیہ کی ابتدا اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دَور میں ہی ہوگئی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

''یہ مدرسہ اشاعتِ اسلام کا ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنے والے نکلیں جو دنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چھوڑ کر خدمت دین کو اختیار کریں۔'' (ملفوظات جلد چہارم ص 618)

یہ مدرسہ 1898ء میں شروع ہوا لیکن جب 1905ء میں دو بزرگ رفقاء حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ اور حضرت مولوی برہان الدینؓ وفات پا گئے تو آپ علیہ السلام کی توجہ اس طرف زیادہ مبذول ہوئی اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اس مدرسہ کے بنانے کی غرض یہ تھی کہ دینی خدمت کے لیے لوگ تیار ہو جاویں یہ خدا کا قانون ہے پہلے گزر جاتے ہیں دوسرے جانشین ہوں۔ اگر دوسرے جانشین نہ ہوں تو قوم کے ہلاک ہونے کی جڑ ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص 584)

لیکن اس تحریک پر اس وقت باقاعدہ طور پر کام شروع نہ ہو سکا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1928ء میں اسے جامعہ احمدیہ کا نام دے کر افتتاح کیا۔ خلافتِ رابعہ میں ستمبر 1994ء میں جامعہ احمدیہ کو انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ کا نام دیا گیا۔ اس کی مرکزی شاخیں قادیان اور ربوہ میں ہیں۔ اس کے علاوہ انگلستان، کینیڈا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، غانا، نائیجیریا، سیرالیون، تنزانیہ وغیرہ میں بھی جامعہ احمدیہ قائم ہو چکے ہیں۔

8) 15 سے زائد ریڈیو سٹیشنز کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اس کا خواب دیکھا اور اس کی تعبیر خلافت رابعہ میں پوری ہوئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے کہا کہ ''میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ دو چیزیں ہمارے پاس اپنی ہوں ایک تو ہمارے پاس ایک بہت اچھا پریس ہو اور ایک طاقتور ٹرانسمٹنگ سٹیشن ہو''۔ (خطبہ جمعہ 9 جنوری 1970ء)

9) MTA کی 24 گھنٹے کی نشریات کا آغاز

خلافتِ رابعہ میں MTA کا آغاز ہوا 7 جنوری 1994ء کو باقاعدہ طور پر آغاز ہوا جو کہ شروع میں کچھ گھنٹے کے لیے تھا اور اب یہ چوبیس گھنٹے خدمت دین کے لیے وقف ہے۔

10) دنیا کے 11 سے زائد ممالک میں پرنٹنگ پریس کا قیام

11) خلیفۂ وقت کے خطبات، تقاریر اور جماعتی لٹریچر کا ترجمہ اور ٹرانسمیشن

12) لاکھوں کی تعداد میں مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈرز وغیرہ کی اشاعت

13) الاسلام ویب سائٹ پر قرآن کے لیے advance search engine بنایا گیا ہے جس میں قرآن کے تراجم 6 زبانوں میں سرچ کیے جا سکتے ہیں جن میں عربی، انگریزی، اردو، فرنچ، جرمن اور سپینش زبانیں شامل ہیں۔

تحریک جدید کو اگر نفلی بھی خیال کیا جائے تو تحریک جدید کو جاری کرنے والے مقدّس وجود کے مندرجہ ذیل ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے تحریک جدید میں مالی قربانی پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"تحریک جدید نفلی اس لیے ہے کہ ہم اس میں حصہ نہ لینے کی وجہ سے سزا نہیں دیتے۔ لیکن فرض اس لحاظ سے ہے کہ اگر تمہیں احمدیت سے سچی محبت ہے تو تحریک جدید میں حصہ لینا ضروری ہے۔ جب ماں بچہ کے لیے جاگتی ہے تو کون کہتا ہے کہ اس کے لیے جاگنا فرض ہے؟ بچہ کی خاطر جاگنا فرض نہیں، نفل ہے۔ لیکن اسے رات کو جاگنے سے کون روک سکتا ہے؟ جس سے محبت ہوتی ہے، اس کی خاطر ہر شخص قربانی کرتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ ایسا کرنا فرض نہیں نفل ہے۔ اسی طرح جو شخص اسلام اور احمدیت سے سچی محبت رکھتا ہے وہ یہ نہیں کہے گا کہ ان کی اشاعت کی خاطر قربانی کرنا فرض نہیں بلکہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لیے قربانی کرنا اسے فرض سے بھی زیادہ پیارا لگے گا۔" (تحریک جدید ایک الٰہی تحریک۔ جلد سوم صفحہ نمبر 262)

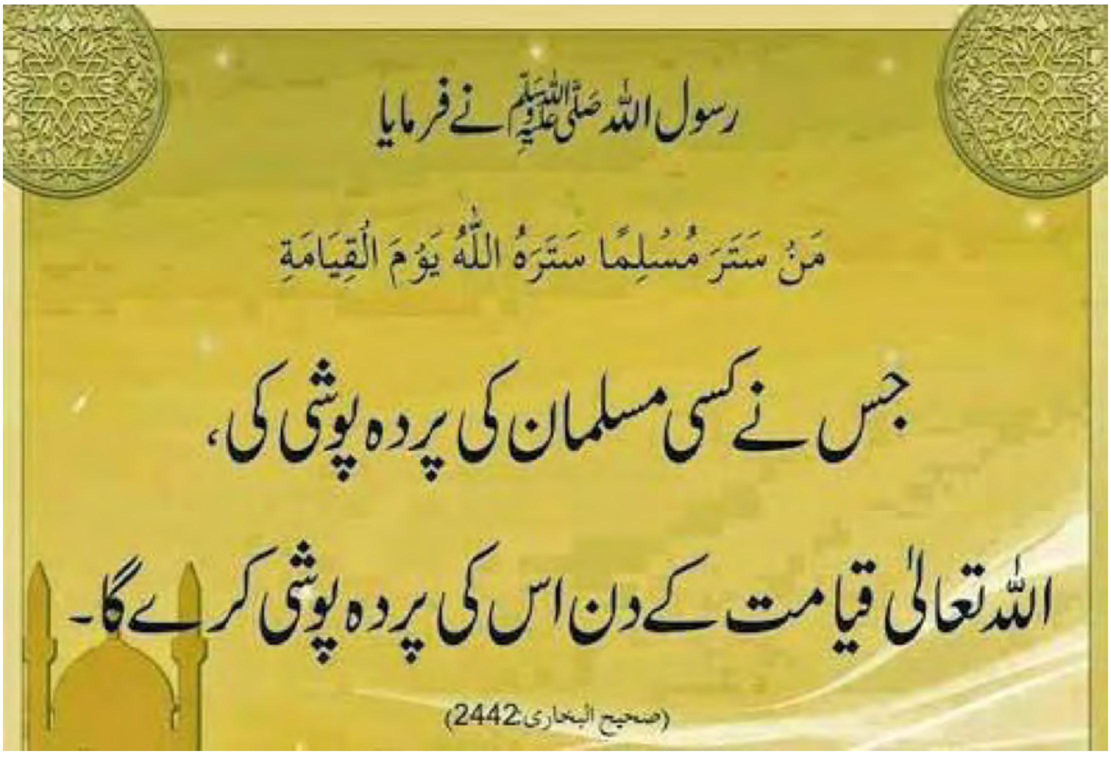

واقفات نو/لجنہ کی تعلیم و تربیت کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جرمنی کے موقع پر مختلف ممالک کے وفود کی حضور انور سے ملاقات کے دوران ہونے والے سوالات اور ان پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

☆میسیڈونیا کے وفد میں شامل ایک خاتون نے سوال کیا کہ جب دہشتگرد حملہ کرتے ہیں تو خدا کا نام کیوں لیتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وہ غلط کرتے ہیں اور غلط کاموں کے لیے خدا کا نام استعمال کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ ایسا کرنے پر میں سزا دوں گا۔ اگر اس دنیا میں نہیں تو آخرت میں دوں گا۔ جنت کی بجائے جہنم ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ہوگی۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ لوگوں کی جانوں کو ناحق ضائع نہ کرو۔ بچوں سے ماں باپ کا سایہ نہ چھین لو۔ بے گناہوں کو نہ مارو۔ پس خدا تعالیٰ تو ایسا ظلم نہیں چاہتا۔ جو ایسا چاہتا ہے اور کرتا ہے اس کو سزا ملے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک فرنچ جرنلسٹ نے جب دہشت گرد تنظیموں کے ایک فرد سے پوچھا کہ جو تم کرتے ہو کیا یہ سب اسلام کہتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے تو قرآن کریم نہیں پڑھا۔ مجھے علم نہیں کہ اسلامی تعلیم کیا ہے۔ ہم تو وہی کرتے ہیں جو ہمارا لیڈر ہمیں کہتا ہے۔ باقی اسلامی تعلیم کیا ہے یہ ہم نہیں جانتے۔ تو یہ ان کا اسلام ہے اور یہ ان کا علم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسلمانوں کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کریں اور دوسرا یہ کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کریں۔ اگر یہ دونوں چیزیں ہوں گی تو ہی امن قائم ہو سکتا ہے۔

☆ایک خاتون نے عرض کیا کہ اس پر حضور انور نے اپنے لجنہ کے ایڈریس میں فرمایا تھا کہ عورتیں کام نہ کیا کریں۔ عورتوں کے کیا حقوق ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں نے یہ کہا ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی خاطر بہتر ہے کہ کام نہ کریں۔ بچوں کی تربیت کریں اور ان کا خیال رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے علم میں ہے کہ بعض عورتوں نے اپنے بچوں کو سنبھالنے اور ان کی تربیت کی خاطر کام چھوڑ دیے اور جب بچے بڑی عمر کو پہنچ گئے تب دوبارہ کام شروع کر دیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے فرائض ادا کریں۔ اگر دو آپشن ہوں تو دیکھیں کہ دونوں میں سے کون سی بہتر ہے اور وہی آپشن اختیار کریں۔

☆ایک خاتون نے عرض کیا کہ حضور انور نے اپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ عورتوں اور مردوں کو برابر حقوق دیے گئے ہیں۔ دونوں ہی کام کر رہے ہیں۔ عورتیں اپنا کام کرتی ہیں اور مرد اپنا کام کرتے ہیں۔ ہمیں یہ بہت اچھا لگا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت کی عورتیں اس پر عمل کرتی ہیں۔ جو عورتیں گھر میں رہنے والی ہیں ان کے بچے تربیت کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ ان کی بڑی اچھی پرورش ہو رہی ہے اور تربیت ہو رہی ہے۔ اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر دونوں کام کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک چیز آپ نے نہیں دیکھی جو پوشیدہ تھی۔ جلسہ میں مرد عورتوں کے لیے کھانا پکا رہے تھے جب

کہ گھروں میں عورتیں مردوں کے لیے کھانا پکاتی ہیں۔

☆ایک شخص نے معراج کے بارہ میں سوال کیا کہ دوسرے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جسمانی طور پر آسمان پر گئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ معراج روحانی طور پر ایک نظارہ تھا۔ قانونِ قدرت کے مطابق کوئی انسان اس طرح جسمانی طور پر آسمان پر نہیں جاسکتا۔ بشری قانون لاگو ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: معراج میں آنحضرت ﷺ نے دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور دوسرے انبیاء کو بھی دیکھا۔ اس کے مطابق تو باقی انبیاء بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زندہ ہیں۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ نہ عیسیٰ زندہ ہیں اور نہ ہی باقی انبیاء زندہ ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ معراج کا واقعہ ایک روحانی نظارہ تھا۔ (ماخوذ الفضل انٹرنیشنل 03 نومبر 2017۔ مبشرہ مبارکہ حامد)

پانچ بنیادی اخلاق

(از شعبہ تربیت محترمہ سعدیہ جاوید)

1۔ بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔ یہ کام اگر مائیں کرلیں تو باقی مراحل جو ہیں قوم کے لیے بہت ہی آسان ہو جائیں گے۔ جھوٹی قومیں کمزور ہوتی ہیں۔ ان کے اندر اعلیٰ قدریں برداشت کرنے کی طاقت ہی نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے بچپن سے ہی سچ کی عادت ڈالنا اور مضبوطی سے اپنی اولادوں کو سچ پر قائم کرنا نہایت ضروری ہے۔

2۔ نرم کلامی ادب اور احترام کے ساتھ ایک دوسرے کے سے سلوک کرنا یہ بہت ہی ضروری ہے۔ بڑے بڑے خطرناک جھگڑے اس صورت حال کی طرف توجہ نہ دینے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 24.11.1989)

3۔ ''نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک نہ کرو۔۔۔ یہ دین کو درست کرتی ہے اخلاق کو درست کرتی ہے دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔'' (ملفوظات جلد 6 ص 370۔371 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے

ابوالیسرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

☆ اے اللہ! کسی مکان یا دیوار کے اپنے اوپر گرنے سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔

☆ میں اونچے مقام سے گر پڑنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

☆ میں ڈوبنے، جل جانے اور بہت بوڑھا ہو جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں

☆ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ موت کے وقت مجھے شیطان اچک لے۔

☆ اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیری راہ میں پیٹھ دکھا کر بھاگتے ہوئے مارا جاؤں۔

☆ اور اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ کسی زہریلے جانور کے کاٹنے سے میری موت آئے۔

(سنن أبي داود، كتاب تفريع أبواب الوتر، باب في الاستعاذة، حديث نمبر:1552)(صحیح)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''اگر تم چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ:232)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''انسان اکیلی نماز زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز گو چھوٹی اور مختصر ہو مگر اس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے ماتحت اعمال میں کس قدر زیادتی ہوتی ہے۔ پس یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے جو خدا نے ہم کو دی ہے مگر اس انعام میں ان الفاظ کو بھی یاد رکھو کہ ''دین کو دنیا پر مقدم کروں گا'' بڑی ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ یہ وعدہ کسی عام انسان کے ہاتھ پر نہیں بلکہ امام کے ہاتھ پر۔ نہیں! نہیں!! بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے وعدہ کر کے خلاف کرنے والا منافق مرتا ہے۔ پس ڈرنے اور رونے کا مقام ہے اور بڑے حزم واحتیاط کی ضرورت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے انعام یاد کر کے مومن اس بات کو سوچے کہ ایک وقت آتا ہے وَاتَّقُوا یَوْمًا۔ ایک وقت آتا ہے کوئی دوست، آشنا، اپنا، بیگانہ کچھ کام نہیں آتا۔ دنیا میں نمونہ موجود ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بھی اس کی بیماری کو نہیں ہٹا سکتے۔ یہ نمونہ اس بات کا ہے کہ یہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے وقت کوئی کام نہیں آتا۔ کسی کی سفارش اور جرمانہ کام نہیں آتا۔ اس لیے اس دن کے لیے آج سے ہی تیار رہو۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کر کے محبت الٰہی کو زیادہ کرو اور غفلتوں اور کمزوریوں چھوڑ دو اور اپنے وعدوں پر لحاظ کرو کہ ''دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے'' رنج و راحت، عسر یسر میں قدم آگے بڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کریں گے۔'' (خطبات نور صفحہ:12۔13)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رضی اللہ عنہ کے منظوم کلام سے

عابد کو عبادت میں مزا آتا ہے
قاری کو تلاوت میں مزا آتا ہے
میں بندۂ عشق ہوں مجھے تو صاحب
دلبر کی محبّت میں مزا آتا ہے

(از کلام محمود صفحہ 282)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

Lajna Imaillah Norway

Kjærlighet til alle, ikke hat mot noen

Lajna Imaillah Norge

میری عزیز بہنو!

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انشاءاللہ تعالیٰ 2022 میں لجنہ اماءاللہ کے قیام کو سو سال مکمل ہو جائیں گے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ دنیا میں جوبلی منانے کے کئی طریق رائج ہیں لیکن ہمارا طریق ان سب سے مختلف ہے۔ خوشی کے اس موقع پر جہاں دل خدا کی حمد سے لبریز ہوں گے وہاں اس موقع پر لجنہ نے بعض کام کرنے ہیں جن کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے لی جا چکی ہے اور وہ اس طرح ہیں:

1۔ لجنہ اماءاللہ کی تاریخ بمعہ نارویجن ترجمہ رقم کی جائے۔

2۔ 10 سپارے باترجمہ لجنہ کو سکھائے جائیں اور آخری سپارہ حفظ کروایا جائے۔

3۔ تجوید کے ساتھ تلفظ قرآن مجید کے 150 اساتذہ تیار کیے جائیں۔

4۔ لجنہ کو کشتی نوح میں سے ہماری تعلیم والا حصہ ازبر کروایا جائے۔

5۔ ناصرات کو ان کے معیار کے مطابق سورتیں، قرآن مجید ناظرہ اور نماز باترجمہ مکمل کرنے کا ٹارگٹ دیا جائے۔

6۔ ناصرات کے لیے کم از کم 10 انبیاء کی کہانی کی کتب بمعہ نارویجن ترجمہ شائع کی جائیں۔

7۔ صد سالہ کے حوالے سے مختلف سوونیرز بنائے جائیں۔

8۔ صد سالہ جوبلی کا ایک Logo بنایا جائے۔

9۔ ریزرو فنڈ میں کچھ رقم بچت کر کے ہر سال ڈالی جائے، جس سے صد سالہ پلان کے اخراجات پورے کیے جائیں۔

10۔ صنعت و دستکاری کے تحت ہاتھ سے مختلف اشیاء بنائی جائیں جو تحفتاً بھی دی جائیں اور سیل بھی کی جائیں۔

ان سب کاموں کی نگرانی کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے گی جس کی منظوری بھی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے لی جا چکی ہے۔

آپ سب سے درخواست ہے کہ ان تمام کاموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہر قسم کا تعاون کریں اور خاص دعائیں کریں تاکہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو سکیں۔

والسلام

طالب دعا اور سلسلہ کی ادنیٰ خادمہ بلقیس اختر

صحت کارنر:

اختلاج

(محترمہ ڈاکٹر ھالہ بنت سعد)

اختلاج کا مرض نفسیاتی تکالیف میں سے ایک ہے جس کی خصوصی علامات میں اندرونی بے چینی، تجاویز کی کیفیت کے ساتھ ساتھ ان علامات کا ان حالات میں نمودار ہونا جن میں کسی یقینی خطرہ کے نمودار ہونے کا امکان نہ ہو۔

اختلاج کے مرض میں مبتلا مریضوں میں پہلے سے موجود روزمرہ کے کاموں کی صلاحیتوں کا حد درجہ فقدان پیدا ہو جاتا ہے جس سے زندگی کے معمولات حد درجہ متاثر ہوتے ہیں۔ مریض کے عادات/ برتاؤ میں فرق آجاتا ہے کہ وہ ہر اس بات سے جو اختلاج کا باعث ہو سکتی ہو اجتناب کرنے لگتا ہے۔

آج کے دور میں اختلاج ایک عام نفسیاتی بیماری کے طور پر جانا جاتا ہے 20 سے 25 فیصد افراد ایک دفعہ اپنی زندگی میں اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں۔

چونکہ اس بیماری کی جسمانی علامات بہت زیادہ طاقتور ہوتی ہیں اس لیے علامات کے نمودار ہونے کے بعد مریض کی توجہ جسمانی صحت کی طرف زیادہ ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اختلاج کے مرض کی تشخیص میں عام طور پر دیر ہو جاتی ہے۔

جسمانی علامات میں اندرونی بے چینی، دل کی دھڑکن کا تیز ہونا، پسینے کا آنا، منہ کے خشک ہونے کا احساس، چکر آنا، ضرورت سے زیادہ گرمی اور سردی کا محسوس کرنا، سانس میں تنگی، دم گھٹنے کا احساس ہونا، جسم کے مختلف حصوں کا سن ہو جانا یا پھر ان میں چبھن کا محسوس ہونا، متلی ہونا پیٹ میں درد اور مروڑ کی کیفیت پیدا ہو جانا، پاخانہ کی حاجت محسوس ہونا، گھبراہٹ اور موت کا خوف، ایک انجانے خوف جس کا تعلق جگہ واقعہ یا چیز کا ہونا ایک قدرتی عمل ہے۔

لیکن جب یہ احساس شدت اختیار کر جائے اور روزمرہ کے معمولات زندگی میں رخنہ کا باعث ہو تو اس کیفیت کو اختلاج کہتے ہیں۔

اختلاج کی اقسام

پھر دل کے اٹیک، اچانک اختلاج کا دورہ جس کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

لوگوں کے درمیان بیٹھنے کے خوف کی وجہ سے اختلاج کا دورہ ہونا۔

بند یا تنگ جگہ سے نہ نکل سکنے کے خوف سے پیدا ہونے والا اختلاج مثلاً لفٹ کا استعمال کرنا یا سرنگ کے اندر جانا یا پھر جہاز کا سفر۔ ان صورتوں میں مریض اپنے آپ کو محفوظ مقام پر رکھنے کو ترجیح دیتا ہے۔ مثلاً گھر میں قید ہو کر رہ جانا۔

مخصوص حالات میں گرفتار ہونے کا خوف یا پھر حالات کا سامنا کرنے کا خوف مثلاً پانی میں جانا یا کیڑے مکوڑوں کا قریب سے گزر جانا۔

جہاں تک علاج کی بات ہے مناسب یہ ہے کہ مختلف دواؤں کو زیر بحث لانے سے بہتر چند بنیادی اصولوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر سے رابطہ سے پہلے اس بات کا فیصلہ کرنا کہ آیا اس کی دی ہوئے ہدایت پر سو فیصد عمل کرنا ہے یا نہیں **قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا** پر عمل کرتے ہوئے ڈاکٹر کو ساری زیر استعمال ادویات بشمول ہومیوپیتھی دواؤں کی بابت بھی بتایا جائے۔

ڈاکٹر کی بتائی ہوئی سب ہدایات پر عمل کیا جائے

اپنی مرضی سے دواؤں میں کمی بیشی ہرگز نہیں کرنی چاہیے معالج کے دیے ہوے ہوم ورک پر پورا عمل کرنا ہے۔

آخری مگر سب سے ضروری ہدایت یہ ہے کہ اپنی صحت یابی کے لیے دعا کرنا مت بھولیں۔

....

دعائیہ اعلانات

محترمہ لبنیٰ کریم اپنے نواسوں اور نواسی کے لیے خاص دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خادم دین بنائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

محترمہ مبشرہ ظفر اپنے اور اپنے شوہر کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حفظ و آمان میں رکھے۔ آمین

امتہ الجمیل صاحبہ اپنی بیٹی اور شوہر کی صحت و سلامتی والی لمبی زندگی کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ اور اپنی والدہ کے لیے بھی دُعا کی درخواست کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

محترمہ رضیہ غنی اپنی صحت اور سب اہل و عیال کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔ آمین

محترمہ صالحہ فردوس اپنے اور بچوں کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو دین و دنیا کا خادم بنائے۔ آمین

محترمہ سلمیٰ صدیقہ اپنی فیملی اور بیٹی کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب اہل و عیال کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

محترمہ سعدیہ صنم اپنی اور اپنی فیملی کے لیے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ بچوں کو نیک، لائق اور خادمِ دین بنائے۔ آمین

محترمہ ریحانہ خالد اپنی اور اپنی فیملی کے لیے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتی ہیں اللہ تعالیٰ میری والدہ کو ہر بیماری سے بچائے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

محترمہ سدرہ ناصر اپنے، بچوں اور شوہر کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

محترمہ سلمیٰ ساجد اپنے شوہر کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

محترمہ عطیہ بابر اپنے، اپنے شوہر اور والدین کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔ اور اپنے بیٹے کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُسے صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور نیک، لائق اور خادمِ دین بنائے۔ آمین

محترمہ لبنیٰ طارق اپنے، اپنے میاں اور بچوں کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں خدا ہر آن اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

محترمہ نازیہ کنول اپنی صحت کے لیے سب ممبرات سے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتی ہیں اللہ تعالیٰ ہر بیماری سے بچائے اور صحت والی لمبی زندگی عطا کرے۔ بچوں کو نیک اور لائق بنائے۔ آمین

عزیزہ مہک طارق اپنے امتحانات میں پاس ہونے کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں کہ خدا اُنہیں کامیاب کرے۔ آمین

محترمہ فرزانہ نثار اپنی بیٹی کے نیک نصیب ہونے کی دعا کی درخواست کرتی ہیں خدا تعالیٰ اس کو خادم دین اور محبت کرنے والا ساتھی عطا کرے۔ آمین

محترمہ نائلہ اسلام اپنی نواسی عمائیہ کے پیدا ہونے کی خوشی میں درخواست دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحت والی زندگی دے اور نیک بنائے۔ آمین

محترمہ منصورہ افتخار اپنے بیٹے کا رشتہ طے ہونے پر درخواست دعا کرتی ہیں کہ دونوں خاندانوں کے لیے برکت کا باعث ہو۔

محترمہ زاہدہ جمیل اپنی فیملی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

محترمہ ساجدہ ظفر اپنے خاوند اور بچوں کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ و آمان میں رکھے۔ آمین

محترمہ سکینہ بی بی اپنے سب گھر والوں کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ و آمان میں رکھے۔ آمین

محترمہ امتہ الکلثوم اپنے سب گھر والوں کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ و آمان میں رکھے۔ آمین

عزیزہ عندلیب انور اپنے اور اپنے والدین کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہے۔

محترمہ شمیم اختر اپنی نواسی الیزے احمد کے ایک سال کے ہونے پر اس کی صحت کے لیے اور اپنے بچوں کی تعلیم میں کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نفل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جزاکم اللہ

بچوں کی دنیا

شمسہ خالد۔ مدیحہ محمود

پیارے حضور کی خوب صورت باتیں

” اللہ تعالیٰ کا جماعت پر احسان ھے کہ جماعت اور خلافت کا ایک ایسا رشتہ قائم ھے جو دنیا میں اور کھیں نظر نھیں آتا ۔ یہ دراصل اُس تعلیم اور اُس عھدِ بیعت کا نتیجہ ھے جس پر کار بند ھونے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو تلقین فرمائی تھی۔ اس محبت و اخوت و اطاعت کے رشتہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شرائطِ بیعت میں ذکر فرمایا ھے اور یھی محبت اور اخوت اور اطاعت کا رشتہ پھر آگے آپ کے جاری نظامِ خلافت کے ساتھ بھی جاری ھے۔“ (خطبہ جمعہ 25اکتوبر 2013ء)

تبلیغ

کیا تبلیغ کے صرف یہ معنی ہیں

کہ آپ ایک شخص کے پاس جائیں اور اس سے اِدھر اُدھر کی چند باتوں کے بعد ایک دو فقرے

احمدیت کے متعلق کہہ دیں اور دل میں سمجھ لیں کہ آپ نے تبلیغ کر دی ہے۔

حالانکہ آپ کا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا سب تبلیغ ہونا چاہیے۔

یعنی آپ کا عمل حقیقی اسلام کا آئینہ دار ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو اور ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔“

(سیرت مسیح موعود از مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ص 80)

دنیا کی کوئی طاقت ہمیں شکست نہیں دے سکتی

ہمارا ہتھیار

ہمارا جہاد

ہمارا ماٹو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ کی وفات

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں!!
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی والدہ سے بہت محبت تھی۔ غالباً آپ جن دنوں سیالکوٹ میں تھے یا اور کسی مقام پر قادیان سے باہر تھے کہ آپ کو خبر پہنچی کہ آپ کی والدہ سخت بیمار ہیں یہ سن کر آپ فوراً قادیان کی طرف روانہ ہوگئے تو جو شخص (آپ کو) لینے کے لیے آیا ہوا تھا۔ وہ بار بار یکہ والے سے کہنے لگا کہ ذرا جلدی کرو بی بی صاحبہ کی طبیعت بہت خراب تھی خدا خیر کرے پھر تھوڑی دیر کے بعد اور زیادہ یکہ والے کو تاکید کرنے لگا اور کہنے لگا کہ
”کہیں خدانخواستہ فوت ہی نہ ہوگئی ہوں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
”میں نے اس فقرہ سے سمجھ لیا کہ وہ فوت ہو چکی ہیں اور یہ مجھے اس صدمہ کے لیے تیار کر رہا ہے اور میں نے اس سے کہا کہ تم ڈرو نہیں اور جو سچ سچ بات ہے وہ بتا دو۔ اس پر اُس نے کہا، بات تو یہی ہے کہ وہ فوت ہو چکی ہیں۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1938ء صفحہ 14)

سنہرے اقوالِ زرین

- خوش کلامی صراط مستقیم کی طرف لے جاتی ھے
- سب سے اچھا عمل زبان کی حفاظت ھے
- دل بڑا کرو باتیں تو ھر کوئی بڑی کرتا ھے
- معاف کردینے سے انسان کی اپنی روح پاک ھوجاتی ھے

تقویٰ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصوٰۃ و السلام فرماتے ہیں:
" چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا "۔ (کشتی نوح)

Achi BaTain

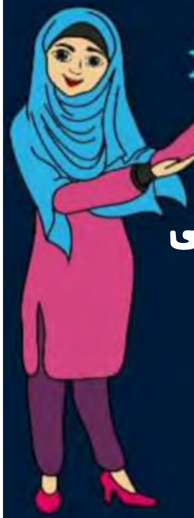

دوسروں کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنے سے بڑی بڑی محبتیں جنم لیتی ھیں

انقلاب عظیم

حضرت خلیفته المسیح الثالث رضی اللہ نے 1970ء میں پیشگوئی فرمائی تھی
اگلے 23 سال کے اندر اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔
(الفضل 15 جولائی 1970ء)

1970ء میں 23 جمع کیے جائیں تو یہ 1993ء بنتے ہیں اور اسی سال عالمی بیت کے سلسلہ کا آغاز ہوا۔

”اپنی نمازوں کی حفاظت کریں ۔اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں “

کیا ہم شوریٰ کی اس تجویز کے مطابق اپنی اور اپنے بچوں کی اصلاح کی کوشش کررھے ھیں؟

بات ھے پتہ کی

علم یہ نہیں کہ بات کتنی گہری ہے اور الفاظ کتنے مشکل ہیں
علم یہ ہے کہ بات کتنی ضروری ہے اور الفاظ کتنے سادہ ہیں۔۔۔۔

وہ کون سی سبزی ہے جس کا پہلا لفظ ہٹا دو تو قیمتی چیز بن جاتی ہے

اور آخری لفظ ہٹا دو تو کھانے کی چیز بن جاتی ہے

جواب:۔ آلو کا درخت نہیں ہوتا ، کھیرا

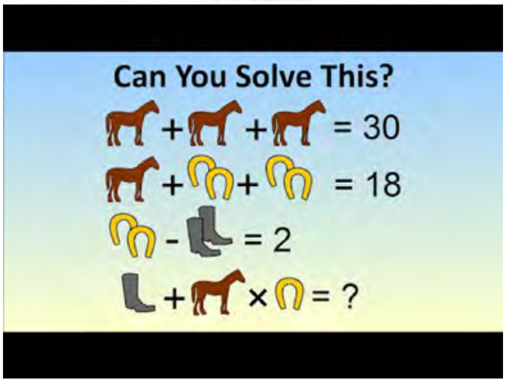

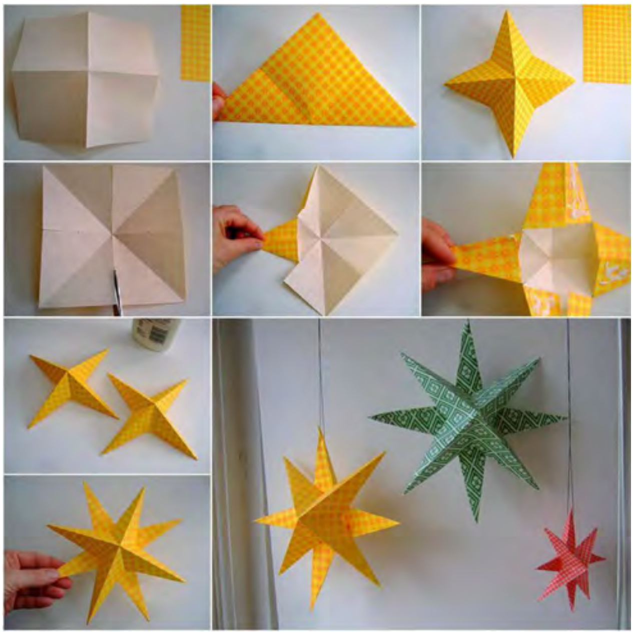

Ost

Kazima Anwar

Ost er en svært gammel matvare. Man mener at de første ostene ble fremstilt i forhistorisk tid. Norge er mest kjent for gulost og brunost. Ost er bra for helsen, og det er anbefalt at barn bør spise det ofte.

<u>Næringsinnhold</u>

Kolesterol 105 mg

Natrium 621 mg

Kalium 98 mg

Karbohydrater 1,3 g

Energi (kcal) 402

Det fins mange slags oster og de lages på forskjellige måter industrielt. Noen liker å lage det hjemme også.

For å gjøre det trenger du:

Melk 1L, 1 stk sitron (bruk kun saft) og bomullsklut med små hull.

Start med å koke opp melk. Så slå av komfyren. Deretter hell litt og litt sitronsaft i melken, det er viktig å blande godt underveis, helt til melken begynner å skille seg. La blandingen stå slik i ca 5 minutter. Legg deretter en bomullsklut i en bolle og hell den sure melken over kluten. Knyt kluten, legg den bl.a. i en dørslag og sett noe tungt over slik at melken renner ut. La det stå slik i ca en time. Hvis ikke all væske er rent ut skal hendene brukes. Når all væske er ute er det bare å apne kluten, forme innholdet slik man ønsker, og osten er klar.

Sitater

«Islam lærer oss å alltid tenke på Gud, vår Skaper, og å holde Hans minne klart, og å behandle Hans skapninger med kjærlighet, hengivenhet, toleranse og harmoni»

Hazdat Mirza Masroor Ahmad (må Allah være hans Hjelper)

«Leveregelen vi holder fast ved er å ha et hjerte fylt med kjærlighet for hele menneskeheten»

Hadrat Mirza Ghulam Ahmad (fred være med ham)

«Om du er av de elde, vær snill mot de yngre og tenk ikke smått om dem. Om du er rik, tjen de fattige, men vis ikke stolthet og ha ikke ringeakt for dem. Om dere ønsker at Gud skal være tilfreds med dere, vær da som to brødre fra samme mor»

Hadrat Mirza Ghulam Ahmad (fred være med ham)

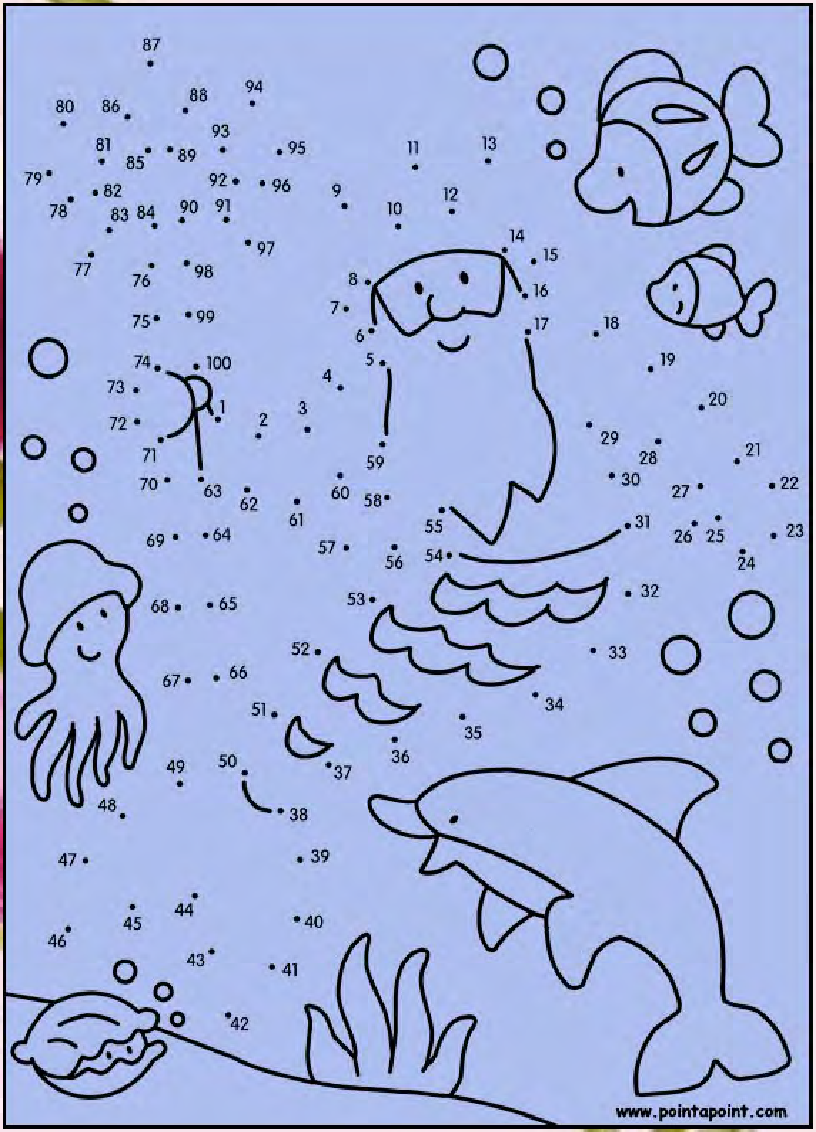

Visste du at

- En sjiraff kan klare seg lenger uten vann enn en kamel
- Fargen som brukes mest til fargelegging i verden er blå
- Verdens første e-post ble sendt i 1971.
- USA er 27 ganger større enn Norge, men kystlinjen til Norge er lengre.
- Syv av ti fattige mennesker i verden er kvinner
- Ni av ti mennesker som blir angrepet av hai overlever
- De tre rikeste familiene i verden har mer penger enn de 48 fattigste landene i verden
- Det å ta fly er den sikreste formen for transport i verden
- Man leser ting på en skjerm i snitt 25 prosent saktere enn man ville gjort på papir

Barnesider

Laget av Rabea Huma Qaisrani

Hudoors (må Allah være hans Hjelper) svar på våre spørsmål

De nye generasjonene i vestlige land stiller ofte spørsmål ved kvinnens stilling i islam. De tror at kvinner ikke kan jobbe sammen med menn. Hvordan kan vi forklare for dem kvinnens status i islam på en god måte?

Den hellige profeten (må Allahs velsignelser og fred være med ham) har sagt at enhver muslim, både menn og kvinner, er pålagt å tilegne seg kunnskap. Etter det har Gud gitt menn og kvinner ulike plikter. Den ene fikk ansvaret for å passe hjemmet og barna, mens den andre fikk i oppgave å gå ut og tjene penger. Gud har ingen steder hindret kvinnen fra å bli lege og hjelpe andre. I gamle dager i krigsperioder pleide kvinner å hjelpe til som sykepleiere. Islam har gitt kvinnen mye. Hun fikk retten til å arve, gifte seg etter egen vilje og skille seg. I vesten er ikke disse rettighetene mer enn 50-60 år gamle, men islam ga disse rettighetene lenge før. Oppgavene ble delt mellom kjønnene, men det finnes ingen innskrenkninger som hindrer kvinnene i å jobbe. Flere av våre kvinner er lærere, leger, sykepleiere og forskere. Du kan fortelle dem om for eksempel forskningsprosjektet som foregår i Sveits angående Big-Bang teorien, hvor en av kvinnene er en ahmadiyyamuslim. Ahmadiyyamuslimer er aktive innenfor alle felt, men vi prioriterer de oppgavene vi har blitt tildelt av Allah.

Om noen plager oss på skolen selv om vi ignorerer dem, hva bør vi da gjøre?

Om noen plager deg på skolen, også etter at du ignorere dem, bør du si ifra til en lærer. Du skal ikke krangle selv. Si til personen som plager deg at du skal be for ham at han blir et godt menneske.

En lærerik historie

Det var en gang en vedhogger som gikk til skogen for å be trærne om et tre til sitt økseskaft.
"Jeg kan ikke se noe galt i det. Gjør dere?" spurte en gammel alm. "Han vil bare ha trevirke til øksa si. Han vil ikke skade oss med det."
De andre store trærne mente det samme, og ble enige om at vedhoggeren kunne ta en liten, forkommen ask som ingen brydde seg om. Men vedhoggeren hadde ikke før fått laget seg et godt økseskaft av asken, så tok han til å hogge ned så mange store tre han kunne.
"Der gjorde vi en alvorlig feil", sa almen. "Hadde vi ikke latt han få det vesle treet, kunne vi stått her i mange år videre!"

den. Lotteri er noe helt annet. Der kåres en vinner og alle andre lodd er bortkastet. Obligasjoner er derimot et tiltak gjort av myndighetene. Om du kjøper en obligasjon med en verdi på 100 kr, som ikke blir trukket ut og du bestemmer deg for å beholde den i flere tiår, vil du ha mulighet til å få dine 100 kr tilbake når enn du måtte ønske. Dette systemet finner vi også i Storbritannia. Obligasjoner er tillatt, men det er ikke lotteri. I lotteri kåres det to eller tre vinnere og resten sitter igjen med ingenting. Obligasjoner man kjøper er knyttet til forhåndsatte premier, og verdien av en obligasjon vil forbli den samme. Om du har en obligasjon verdt 100 kr er det som å ha en hundrelapp liggende, og om du har en obligasjon verdt 5000 kr er det som å ha 5000 kr liggende hjemme. Dette er grunnen til at obligasjoner er lov mens lotteri ikke er det. Lotteri er sjansespill, mens obligasjoner ikke er det.

En waqf-e-nau spurte Hudoor (må Allah være hand Hjelper) om han kunne gi noen råd angående barneoppdragelse ut fra egen erfaring, for hun var bekymret for sine to tvillinger.

Hudoor (må Allah være hans Hjelper) rådet da til at: «Dere bør sette et godt eksempel for barna. Du bør overholde bønnen, og barna bør vite dette. Barn med foreldre som ber regelmessig pleier å spre ut bønneteppe og be på egenhånd. Dere bør utvikle en slik vane hos barna deres. I tillegg til dette bør forholdet mellom mann og kone bestå av kjærlig språk og oppførsel. Om man snakker på en høflig og kjærlig måte vil også barna legge merke til og lære av dette. Slik skal dere stå frem som et eksempel. Jeg har erfart at om man er et godt eksempel for barna vil de bli påvirket.»

En waqf-e-nau fortalte Hudoor (må Allah være hans Hjelper) om en gang hun var på et offentlig kontor, og møtte på en mann som strakte frem hånden for å hilse. Hun spurte hva man burde gjøre i en slik situasjon?

Hudoor (må Allah være hans Hjelper) svarte: «Det samme har skjedd med meg et par ganger, og da pleier jeg å bøye meg litt slik at den neste personen forstår. Man må selv beskytte seg her. Om man er redd for samfunnet vil ingenting endre seg. Om du et par ganger gjør slik jeg fortalte, og forklarer for den neste at din tro ikke tillater å håndhilse med menn, vil de selv etterhvert forstå.»

Kilde: Al-fazal International, 9-15.juni 2017

Spørsmål og svar sesjon med Hadrat Mirza Masroor Ahmad[ABA]

Oversatt av: Rabea Huma Qaisrani

Under Tyskland-besøket i 2017 holdt Hudoor (må Allah være hans Hjelper) en svært interessant spørsmål og svar sesjon med waqfat-e-nau, hvor han kom med viktige retningslinjer.

En jente spurte Hudoor (må Allah være hans Hjelper): «Her i Tyskland får man foreldrepermisjon. Denne ordningen er for det første innført for at kvinnen så fort som mulig skal komme tilbake i arbeidslivet, og for det andre for at også fedre skal få tilbringe tid med barna. Om dette samfunnet følger dette tankesettet, vil de da kunne utvikle seg?»

Som svar på dette sa Hudoor (må Allah være hans Hjelper): Om staten her tilbyr økonomisk hjelp er det en rett de har gitt deg. Det er ikke noe å klage over. Om en mann tar permisjon og mottar støtte fra staten, men istedenfor å tilbringe tid med barnet lar kona ta seg av det og selv går ut for å feriere, er ikke dette akseptabelt. Men om den samme mannen hjelper til i hjemmet, er det greit.

En annen jente spurte Hudoor (må Allah være hans Hjelper) angående hans tante som hadde vært med i et lotteri, og som han nevnte i fredagsprekenen.

Hudoor (må Allah være hans Hjelper) sa til dette: «Jeg har aldri brukt ordet lotteri noe sted. Lotteri er forbudt i islam. Jeg snakket om kjøp av obligasjoner. I Pakistan er det vanlig med obligasjoner, og det er tillatt, for om du kjøper en obligasjon har du også muligheten til å selge

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده و نصلي على رسوله الكريم و على عبده المسيح الموعود

Lajna Imaillah Norway

Kjærlighet til alle, ikke hat mot noen

Lajna Imaillah Norge

Mine kjære søstre

Med Guds velsignelser fyller Lajna Imaillah hundre år i 2022
I den forbindelse skal lajna imaillah jobbe med 10 oppgaver som har blitt godkjent fra Hadrat Khalifatul Masih V[ABA] som følger:

1. Lajna imaillah sin historie skal samles på urdu og deretter oversettes til norsk, samt publiseres.
2. 10. kapitler fra den hellige Koranen skal læres med oversettelse og det 30. Kapittelet skal læres utenat.
3. Lære opp 50 lærere som kan resitasjonen av Koranen med riktig uttalelse.
4. Lajna skal kunne kapittelet om «Vår lære» fra boken til Den Utlovende Mehsias «Noahs Ark».
5. Nasrat skal etter sine aldersnivå lære Surer fra den hellige Koranen, lære å resitere Koranen og Salat med oversettelse.
6. For nasrat skal det publiseres bøker om profeter med norsk oversettelse.
7. Det skal lages suvenirer for lajnas 100 års jubileum.
8. Det skal lages en logo for lajnas 100 års jubileum.
9. For å dekke utgiftene til 100 års jubileum skal dette dekkes fra lajnas sparekonto.
10. I forbindelse med 100 års jubileum skal lajna lage håndlagde ting. Disse skal enten gis bort i gave eller selges.

For å fullføre alle oppgaver skal det blitt opprettet en komite som har blitt godkjent fra Hadrat Khalifatul Masih V[ABA]

Jeg vil oppfordre alle til å samarbeide om disse oppgavene og må Allahs velsignelser være med oss.

Fred være med dere
Balqees Akhtar
President Lajna imaillah Norge

PTSD(Post traumatic stress disorder) - Traumeutløst overveldende akutt angst som vedvarer over tid. Kronisk angst etter stor psykisk traume med intens gjenopplevelse av den traumatiske hendelsen

Akutt stressreaksjon – Opplevelser av trauma kan utløse overveldende akutt angst som vedvarer over tid.

Tilpasningsreaksjon med angst - Overdreven stressreaksjon på ytre belastninger.

Blandet angst og depressiv lidelse - Lett grad av psykisk lidelse hvor det foreligger både angst og depressive symptomer, men ikke i en slik grad at dette kvalifisere for en depresjon eller angst lidelse.

ÅRSAK

Underliggende helsetilstand kan være det første tegn på medisinsk tilstand. Somatisk sykdom som kan gi angst. Som et symptom er: hjerte/kar-lidelser, diabetes, hyperthyroidismen, lidelser i luftrørsystem, narkotika misbruk, seponering av alkohol og medisiner mot angst, kroniske smerter og irritabel bowl syndrom og svulst. Noen medisiner kan også gi angst som bivirkning.

Behandling:

Samtaleterapi med eksponerings øvelser kan hjelpe for å komme over angst. Her er det viktig å høre på råd fra legen. Gi gjerne tilbakemelding til behandler hvis det er noe du syns ikke helt fungerer eller har spørsmål om.

I stedet for å bruke tid på diverse medikamenter blir problemene en opplever vektlagt. Vær helt ærlig med behandler, fortell om alle medisiner du bruker, inkludert homeopatiske medisiner. Dersom behandleren velger medikamentell behandling er det viktig å ikke endre dosen uten avtale. Det hender at noen pasienter slutter å bruke medisiner dersom de synes at behanlingen har virket og de føler seg friske. Dette er ikke riktig, fortsett å ta medisiner slik som anbefalt.

Det finns ingen medisiner som er uten bivirkninger. Generelt sett bruker kroppen en til to uker på å bli vant til medisinen og det tar 3 til 5 uker fra medisin startes opp til en begynner å få effekt. Derfor er det viktig at medisinene tas regelmessig selv om en ikke merker noe effekt eller opplever bivirkninger. Dersom bivirkningene er ubehagelige er det nødvendig å gi beskjed til behandleren. Ingen behandler / lege ønsker å plage deg med bivirkningene, men ofte er det nødvendig å gi medisinen nok tid til den får virket.

ANGSTLIDELSE

Dr. Haala bint Saad

Angstlidelse er en gruppe av psykiske lidelser som er kjennetegnet ved indre uro, spenning tilhørende fysiologiske symptomer, selv i situasjoner hvor det ikke foreligger en virkelig fare. Samtidig medfører angst en lidelse som regel også redusert funksjon i forhold til personens potensial og tidligere funksjonsnivå. Som regel er det også endring i adferd, spesielt typisk er unnvikelses adferd.

Angstlidelse er en av de hyppigste psykiske lidelser i dag. I løpet av livet vil angivelig ca 20-25 % av befolkning oppleve en angstlidelse. Ofte oppdages ikke angst fordi de fysiologiske symptomene ligner på de som kan forårsakes av kroppslige sykdommer.

Hjerte bank, svetting, tørr munn, svimmelhet, sammensnøring i brystet, hetetokter eller kalde frysninger, puste vansker, følelse av å bli kvalt, kvalme, eller ubehagelig mage plager, skjelving eller risting. Svimmelhet eller følelse av å være lett i hodet, nummenhet eller prikking og stikking i huden, uvirkelig opplevelse av omgivelser, angst for å miste kontroll og angst for å dø/ bli borte.

Frykt er en opplevelse av angst som knyttes til en identifiserbar ytre fare og er en naturlig følelse. Men når denne følelsen blir sterkere og mer langvarig enn det personen kan mestre eller når den blir urimelig sterk i situasjoner eller overfor objekter, og følelsen av frykt ikke lenger er fornuftig, kalles det angst.

Definisjon av sykelig angst er derfor delvis avhengig av omfanget og varighet av symptomer, dels av om rimeligheten ved sammenhengen mellom følelse av angst og faktisk ytre fare, og dels av i hvilken grad angsten er forbundet med negativ påvirkning av sosiale eller ytelsesmessige forhold.

TYPER AV ANGST

Panikk lidelse - Plutselig anfallvis angst, uforståelig og ikke knyttet til en angstprovoserende situasjon.

Sosial fobi - Angst for sosial eksponering.

Voksen seperasjon angst - Angst for å bli forlatt, være alene.

Agora fobi - Angst for å være i situasjonen hvor en føler seg inneklemt blant andre mennesker og ikke lett kan flykte, med sekundær angst for å forlate hjem/trygge omgivelser.

Andre forbier - Angst avgrenset til spesifikke situasjoner eller objekter som for eksempel dyr, sprøyte, lukkede rom eller tannlege.

Generalisert angst lidelse - Kronisk fritt flyttende angst med overdreven bekymring for flere aspekter i livet.

budskapet til islam står for. Det er her tahrik-e-Jadid kom inn. For at misjoneringen skulle fungere, måtte resten av trossamfunnet komme med økonomisk bidrag for at misjonærene kunne etablere seg.

Den dag i dag ser vi at partiet Majlis-e-Ahrar ikke klarte å gjennomføre de to oppgavene de jobbet imot. De klarte verken å holde India forent, og heller ikke viske ut navnet til Ahmadiyya Muslim Jama'at. Profetien til den andre kalifen[ra] gikk i oppfyllelse og jorden under føttene til Ahrar rykket seg vekk. Partiet ble oppløst kort tid etter at de begynte arbeidet mot trossamfunnet fordi de kom i konflikt med ikke bare vårt trossamfunn, men med andre trossamfunn i islam også. Partiet fikk ikke ytre seg og de ble forvist fra Pakistan da det ble et selvstendig land.

Til tross for motstand vårt trossamfunn har stått overfor, ser vi at trossamfunnet vårt vokser for hver dag som går og det blir sterkere og sterkere. Ingen er i stand til å utrydde det. Gjennom denne ordningen har vi spredt budskapet vårt til over 200 land, den hellige Koranen har blitt oversatt til over 70 språk, nye utdanningsinstitusjoner åpner stadig vekk og vi har bygget flere enn 550 moskeer i verden. Over 184 misjonshus har blitt åpnet og det har blitt trykket mer enn 10 millioner pamfletter med informasjon om trosretningen vår som har blitt delt ut til mennesker over hele verden. Gjennom så stort arbeid har mer enn 500 000 mennesker konvertert til vårt trossamfunnet årlig.

Samtidig som Tahrik-e-Jadid hjelper trossamfunnet med å vokse, er det å hjelpe mennesker også en stor del av denne ordningen. Afrika står sentralt når det kommer til det å hjelpe mennesker i nød. Over 40 sykehus har blitt bygd, rundt 680 skoler og over 100 sol-cellepaneler har blitt satt opp for å hjelpe befolkningen. Hvert år blir det også satt opp flere stasjoner i verden der befolkningen kan donere blod. Gjennom dette har vi muligheten til å redde flere tusener av liv. Med andre ord kan vi si at trossamfunnet står klar for å ikke bare spre vårt sanne budskap til alle verdens hjørner men også redde mennesker i nød.

«Som Ahmadiyyat fortsetter og spre seg raskere og raskere, vil disse fondene også vokse» (Den andre Kalifen[ra])

Kilder:

http://khuddam.no/avdelinger/finans-data/tahrik-e-jadid/159-tehrik-e-jadid-og-utvikling-av-ahmadiyya-muslim-jamaat

https://www.alislam.org/r.php?q=tehrik&sa=

https://no.wikipedia.org/wiki/Ahmadiyya

http://timesofahmad.blogspot.no/2012/03/pakistan-militant-group-tkn-demands.html

https://www.ahmadiyya.us/lajna/TEHRIKE-JADID-Scheme.pdf

https://en.wikipedia.org/wiki/Majlis-e-Ahrar-ul-Islam

Tahrik-e-Jadids blomstring

Neha Chaudhry

Det er ingen hemmelighet at Ahmadiyya Muslim Jama'at har møtt på mostand helt siden grunnleggelsen i 1889. Mirza Gulam Ahmad[as] hevdet å være den ventede reformatoren for den siste tidsalderen; Den utlovede Messias som alle verdensreligioner har ventet på. Dette falt ikke i god jord hos mange, spesielt andre muslimske trosretninger som påstår at vi ikke kan ses på som et trossamfunn innenfor islam, langt ifra kan vi kalle oss muslimer.

Desember 1929 ble et politisk parti stiftet i India, som senere viste seg for å være en av grunnene til at vi har Tahrik-e-Jadid den dag i dag. Partiet skulle representere muslimer og gikk under navnet Majlis-e-Ahrar med lederen Ataullah Shah Bukhari i spissen. Formålet deres var å ha en forent India, der muslimene ikke skulle få eget land, enda partiet selv var muslimsk. Det vil si at hovedoppgavene deres var å jobbe imot Pakistans grunnlegger Muhammad Ali Jinnah. Senere, i 1933, begynte de også å jobbe imot vårt trossamfumm. Som de fleste andre, mente Majlis-e-Ahrar at vi ikke kunne representere islam. Bukhari hevdet at det snart ville komme en tid da ingen ville huske Hadrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[as] som den utlovede Messias, og Ahmadiyya Muslim Jama'at vil forsvinne fra historien. Forfølgelse av trossamfunnets medlemmer økte og en mørk tid for Jama'at stod i vente. Vår daværende kalif, Hadrat Mirza Bashirudin Mahmood Ahmad[ra],visste at profetien til Bukhari ville slå feil. Med håpet om å redde trossamfunnet fikk Hadrat Musleh Maud en åpenbaring som han forklarer med følgende ord:

> «Jeg ser jorda rykke vekk under føttene på Ahrar. De sier de vil tilintetgjøre trossamfunnet, men Allah, den store, har fortalt meg om en plan som vil føre til trossamfunnets spredning i alle land i verden, og ingen vil være i stand til å utrydde det» (Khuddam.no).

Den andre Kalifen[ra] mente at til tross for åpenbaringen, så var det ikke lenger sunt å spre vårt budskap i nærmiljøet, for det var ikke bare denne ene politiske gruppen som var ute etter å tilintetgjøre trossamfunnet. Hudoor ønsket at vi skulle spre budskapet til alle verdens hjørner på alvor. Dermed begynte misjoneringen. Trossamfunnets medlemmer ble i første omgang oppfordret til å reise rundt i India og fortelle innbyggerne i ulike landsbygder om det sanne

hadde et veldig sterk forhold til Gud.

Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] sa at Allah har befalt oss at vi må feire denne dagen med glede. Det er også en slags eid, men den bør likevel ikke feires kun ved å spise dessert eller vermicelli, men ved å spre islams budskap blant folk.

I denne tiden når religiøse lærde av andre religioner og andre islam-fiendtlige angriper islam med forskjellige anklagelser, bøker blir skrevet (bl.a. Salman Rushdis bok), karikaturer blir trykt, media viser feil bilde av islam, har den utlovede Massias og Mahdi[as] og hans kalifer satt frem deres forbilder ved å forkynne den skjønne læren av islam og spre den sanne læren. For å gjøre verden mer kjent med hvor fredelig og sanndru den hellige Profeten[saw] var startet de med sammenkomster der de forskjellige sidene ved den hellige Profetens[saw] personlighet blir tatt opp i foredrag og religiøse debatter. Disse sammenkomster blir ofte kalt Jalsa Sirat-un-Nabi. I tillegg er det blitt skrevet mange bøker som overbringer den skjønne læren av islam og gjør menneskeheten oppmerksom på eksistens av Gud.

Når det gjelder trykkingen av karikaturene av den hellige Profeten[saw], har den femte kalifen Hadrat Mirza Masroor Ahmad[aba] kommentert saken slik:

"Folk som begår blasfemi mot den hellige Profeten[saw] og betrakter den hellige Koranens lære for å være falsk, vil visselig bli angrepet av Gud, og vil bli stilt til ansvar overfor Ham." *FREDAGSPREKEN 29.02.08 - Baitul Futuh, London, U.K*

Hudoor[aba] har også gang på gang oppfordret til å holde Sirat-un-nabi samlinger, og skrive artikkler i aviser, forsette å nedkalle velsignelser over Porfeten[saw]. I tillegg ønsker han at alle ahmadiyyamuslimer skal forbedre seg selv slik at de kan være et godt forbilde for ikke-muslimer.

Vi alle må derfor anstrenge oss for å spre budskapet av islam særlig i Rabbi-ul-awwal for å feire Milad-un-nabi, for det er den rette måten å feire denne måneden på.

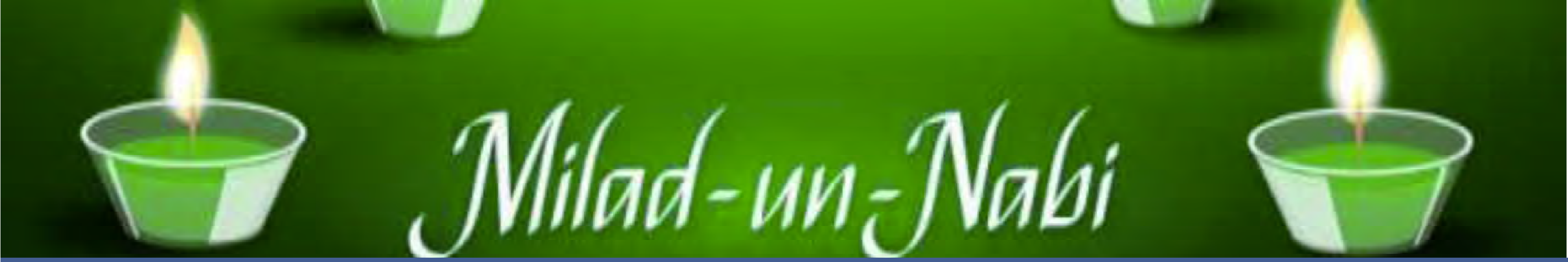

Festdagen for profeten Muhammads[saw] fødselsdag

Sarah rafiq

Allah, den Opphøyde har sendt profeter og sendebud for de forkjellige tidsperiodene. Dette er Guds sedvane og slik har det vært helt siden Han skapte menneskeheten på jorden.

Allah sier i den hellige Koranen (*Al-Fatir : 25)*

"Og det finnes ikke noe folk,uten at en advarer har vært blant dem."

Enhver profet som har ankommet verden har hatt som mål å få menneskene vekk fra dyrkelse av andre mennesker og skapninger og istedet tilbe Gud.

Profeten har sitt høyeste ønske om å etablere Guds hensikt, transformere religiøs, moralsk, åndelige tilstand av menneskene og bli et vakkert bilde for dem. Profeter og sendebud som kom før islam var kun ment for et bestemt tidspunkt og mennesker, men eksistens av Budbringeren[saw] er veiledning for enhver person og nasjon til dommens dag. Allah sier i Den hellige Koranen *(Al-Airaf : 159)*

"Si: Å menneskehet, jeg er visselig et sendebud til dere alle fra Allah"

Profeten Muhammad[saw], grunnleggeren av islam ble født i Mekka, den 12. Rabbi-ul-Awwal i 570. Rabbi-ul-Awwal er tredje måned i islamsk kalender. Store deler av den islamske verden feirer Milad un-nabi *(festdagen for profeten Muhammads fødselsdag)*.

Profeten Muhammad[saw] omtales som verdens veileder, inspirert forkynner, en stor hærfører og er Khatam al-Nabiyyin (Den største av alle Guds profeter og at etter ham kan det kun komme profeter som følger ham og Koranen).

Allah sier i den hellige Koranen *(Al-Imran : 32)*

"Si: Om dere elsker Allah, så følg meg. Allah vil elske dere"

Grunnleggeren av Ahmadiyya Muslimsk trossamfunn Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as],

Navnene på månedene i denne kalenderen gjenspeiler betydningsfulle hendelser i islams historie:

1. Sulh- januar	7. Wafa- juli
2. Tabligh- februar	8. Zahur- august
3. Amman- mars	9. Tabuk. september
4. Shahadat- april	10. Ikha- oktober
5. Hijrat- mai	11. Nabuwat- november
6. Ehsan- juni	12. Fatah- desember

Kjære lesere

Hele Zainab komiteen ønsker dere et godt nytt år.

Må Allah velsigne oss og hele Jama'at Ahmadiyya i det kommende året og skjenke verden med fred. Amin

11. **Dhul Qadah**- dette er den tredje hellige måneden i det islamske året. Det var i denne måneden krigen som kalles «ghazwa-e-khandaq» fant sted, samt hendelsen knyttet til samlingen ved Hudeibiya og Bait-e-Rizwan (Troskapsløftet som ble avgitt under et tre på Profetens[saw] hånd)

12. **Dhul Hajj**- måneden hvor pilegrimsferden og Eid-ul-Adha feires. Profeten[saw] skrev to brev til Keiseren av Roma, begge i denne måneden i år 6 og år 9. Videre gikk både Hadrat Umar[ra] og Hadrat Usman[ra] bort i denne måneden ved martyrdommen

Av disse er månedene nr. 1,7,11 og 12 hellige måneder hvor muslimer heller ikke er tillat å kjempe/krige. Det er imidlertid selvfølgelig tillat å forsvare seg selv dersom en blir angrepet under disse månedene. Allah sier følgende i Koranen angående dette:

«*Månedenes antall hos Allah er visselig tolv måneder etter Allahs forordning siden den dag Han skapte himlene og jorden. Av dem er fire fredhellige. Dette er den sanne religion, øv derfor ikke urett mot dere selv i dem. Og bekjemp alle avgudsdyrkerne slik de alle bekjemper dere, og vit at Allah er med de rettferdige.*» (9:36)

Hijri Shamsi kalenderen- en islamsk kalender basert på solens bevegelser

Under Jalsa Salana i 1938 uttrykket Hadrat Khalifatul Masih II[ra] et ønske om å utvikle en muslimsk kalender basert på solens bevegelser, slik at muslimer nå kunne slutte å være avhengig av den kristne kalenderen. Det ble satt sammen en komite som skulle jobbe med å utforme en slik kalender. Hadrat Khalifatul Masih II[ra] aksepterte deres foreslåtte kalender i januar 1940. Det spesielle med nettopp Hudoors[ra] kalender er at det muslimske året samsvarer med den kristne kalenderen, slik at året starter likt med deres januar måned. Det var gjort et forsøk på å lage en lignende kalender tidligere av muslimene, men den samsvarte ikke med den kristne kalenderen, og startet fra mars i stedet for januar.

Kort introduksjon av månedene

1. **Muharram**- måneden hvor Profetens[saw] barnebarn samt andre familiemedlemmer mistet livet ved martyrdommen

2. **Safar**- krigen ved Khaiber ble utkjempet i denne måneden i år 7 og det var her profeten Muhammad[saw] ble forsøkt myrdet ved at noen ga ham gift

3. **Rabi-ul-Awwal**- måneden profeten Muhammad[saw] ble født, og det var i denne måneden han[saw] gikk bort i år 11. Det var videre i denne måneden flukten til Medina fant sted, og sønnen til profeten Muhammad[saw], Hadrat Ibrahim gikk bort i år 10

4. **Rabi-ul-Saani**- det var i denne måneden profeten Muhammad[saw] skrev brev til kongen av Iran i år 6. Denne kongen viste å bli meget uheldig da han vanæret Profeten[saw] og brevet ved å rive det i stykker. Dette resulterte i at også hans kongedømme ble tilintetgjort

5. **Jamaadi-ul-Awwal**- det var i denne måneden Profeten[saw] giftet seg med Hadrat Khadija[ra]

6. **Jamaadi-us-Saani**

7. **Rajab**- dette er en hellig måned ifølge Koranen. Det var i denne måneden Profeten[saw] foretok «mairaj-reisen», muslimene ble påbudt fem daglige bønner, krigen ved Tabook skjedde i denne måneden, og dette var den siste krigen hvor Profeten[saw] selv deltok

8. **Shabaan**- det var i denne måneden i år 6 at Profeten[saw] fikk åpenbaring om å forandre retning, og be i retning av Kabaen i stedet for Aqsa moskeen (Jerusalem)

9. **Ramadan**- måneden hvor muslimer er pålagt å faste. Det var videre i denne måneden den første krigen, krigen ved Badr fant sted

10. **Shawaal**- Eid-ul-Fitr feires den første dagen i denne måneden. Og det var i denne måneden krigen ved Uhud fant sted

Den Islamske Kalenderen

«Det er Han som skapte solen som lyskilde og månen som lysgiver, og Han bestemte dens etapper, så dere kunne kjenne årenes inndeling og regnekunsten. Allah har bare skapt dette i (fullkommen) visdom. Han gjør tegnene tydelige for et folk som har viten.»
(10:6)

Sajlah Khalil

Den islamske kalenderen er basert på månens kretsløp og har 354 døgn fordelt på 12 måneder, noen på 29 og andre på 30 dager. Det vil si at det muslimske året hvert år forskyves om lag 10 dager i forhold til jordens kretsløp. Dette medfører at for eksempel fastemåneden Ramadan beveger seg gjennom hele året.

Kalenderen som brukes i Vesten er den kristne (gregorianske) kalenderen som er basert på solbevegelsene, den startet med Jesu Kristi fødsel. På den annen side bruker den islamske (Hijri) kalenderen månens bevegelser og startet med emigrasjonen (Hijri) av profeten Muhammad[saw] fra Mekka til Medina.

<u>Bakgrunnen for egen muslimsk kalender</u>

Hadrat Umar[ra] mottok en gang et dokument hvor måned var skrevet, men ikke år. Og det ble derfor vanskelig å vurdere hvor gammelt dokumentet var, om det var blitt nedtegnet det samme eller forrige året. Det ble foreslått at den persiske metoden hvor både måned og år ble skrevet, skulle følges. Hadrat Ali[ra] foreslo at den islamske tidsregningen skulle starte med Profetens[saw] migrasjon til Medina.

nettopp dette som skaper balanse og ro i våre omgivelser. Akkurat slik er det med oss mennesker, vi må lære oss denne kunsten.   Samtidig bør vi være klare over at rettigheter og frihet kommer med et ansvar. Et ansvar som vi har overfor oss selv individuelt og som vi har overfor våre medmennesker. Det er nettopp dette vår kjære profet Muhammad[saw], lærte oss. Profetens egne ord om dette er som følgende:

«Slik som fingrene på våre to hender er like, så er også menneskene like. Dere er brødre. Å, dere menn, deres Gud er en og deres far er en. En araber er ikke mer verdt enn en ikke-araber, heller ikke er en ikke-araber mer verdt enn en araber. En hvit mann er på ingen måte bedre enn en svart man, og heller ikke er en svart mann bedre enn en hvit, dette avgjøres bare av hvordan de oppfyller sine forpliktelser overfor Gud og mennesker. Den av dere som er mest æret i Guds øyne, er den av dere som er mest rettferdig...»

Da muslimene immigrerte til Medina, så kom de til et sted hvor det fantes mennesker fra ulike religioner. For at alle skulle få praktisere sin tro bygget profeten Muhammad[saw] et samfunn hvor alle fritt kunne følge sine religioner slik de ønsket. Ingen hadde lov til å blande seg i hvordan den andre skulle praktisere sin tro. Profeten Muhammad[saw] ga alle menneskene rett til å ta alle sine beslutninger i forhold til sine religiøse lover. Ingen religiøs gruppe hadde rett til å påtvinge sine religiøse lover på andre mennesker. Vår kjære Profet[saw] var veldig engasjert i at alle skulle få tilbe Gud slik de ønsket.

Måtte Allah hjelpe og veilede oss med å spre Profeten[saw] sin lære om religionsfrihet og ytringsfrihet, og dermed vinne menneskehetens hjerter og skape fred. Amin.

Profeten Muhammads[saw] lære om religionsfrihet

Zakia Malahat Fawzi

Islam og religionsfrihet er ofte et tema i media, og det fremstilles som at islam er en motstander av religionsfriheten. En av hovedårsakene til at visse mennesker, under dekke av ytringsfriheten, angriper hellige personer og andre reagerer med opptøyer som svar på slike angrep, er at det er mangel på kunnskap. Og mangel på kunnskap betyr fraværet av de broene som respekt, verdighet, toleranse og solidaritet bygger på. Det er nærmest umulig å få til et velfungerende og rettferdig demokrati uten at disse fire verdiene fungerer som det grunnleggende i et demokrati.

For at vi mennesker skal kunne utvikle oss, er frihet en nødvendighet og for at samfunnet skal kunne utvikle seg er frihet også en nødvendighet. Men dersom individet og samfunnet skal kunne utvikle seg må friheten holde kurs mot en produktiv utvikling, og ikke en destruktiv retning. Vi er omgitt av naturens lover, hvor alt har en viss grense, slik at det ene ikke skal overkjøre det andre, for det er

attributtene til Allah og bemerke oss følelsen av æresfrykt som igjen vil banke inn ydmykhet og følelser i våre bønner. Denne følelsen av æresfrykt og ydmykhet vil sakte, men sikkert fjerne den egoistiske oppførselen i oss og fra våre handlinger og til slutt innprente Allahs kjærlighet i oss.

Den utlovede Messias[as] fant Gud i hjertet hans. Han ønsket alle skulle oppleve fryd og gleden han følte etter å ha møtt Allah. Derfor sier Den utlovede Messias[as] at:

"Hvor uheldig er et mennesket som ikke engang vet at det har en Gud som har makt over alle ting! Vårt Paradis er i virkeligheten vår Gud. Vår største fryd ligger i vår Gud, for vi har sett Ham og fant all skjønnhet i Ham. Denne skatten er verdt å oppleve selv om det koster oss vårt liv, og denne juvelen må vi skaffe selv om det kun kan oppnås ved å ofre hele vårt vesen. Å, dere som er blottet, spring til denne kilden for den vil slukke deres tørst. Den er livets kilde som vil beskytte dere. Hva skal jeg gjøre, og hvordan skal jeg innprente denne glade kunngjøringen i dere, gjennom hvilket middel skal jeg rope at det er deres Gud slik at alle kan høre!

Må Allah velsigne oss slik at vi og kan lære oss og handle etter det guddommelige budskapet i Den hellige Koranen og erfare Allah i våre hjerter. Amin

Kilder:

- Commentary on the Holy Quran, utgave 1, sura Fatiha, samling hentet fra den Utlovede Messais[as] sine skrifter og malfoozat
- Fredagspreken gitt av Khalifatul Masih II[ra], 12. jan 1933
- https://www.alislam.org/library/articles/Surah-Fatihah-and-Promised-Messiah-20080402MN.pdf

Maliki Yaum al-Din er den fjerde attributten som belønner dem som har sett Allah og har forsterket sin tro på Hans eksistens. Den utlovede Messias[as] kjennetegner de som tar fordel av denne attributten til Allah med å si at de "har trukket seg bort fra det verdslige for Hans skyld." I følge Den utlovede Messias[as] er deres belønning nærhet til Gud og evig fryd og glede.

Ved å gruble og tenke over sura Fatiha vil et menneske forstå at Allah er kjernen til hele universet og vi, menneskene, er kun ubetydelige og liten del av det. Vi har kun eksistert i begrenset tid som kanskje bare har vart i en liten stund. Den utlovede Messias[as] sier at: "når en person lærer at Allah forsørger alle verdener, at det ikke har vært et eneste stadie der Han ikke har passet på, og finner seg selv trukket mot det onde, vil han henvende seg til Allah og be om bekyttelse med hengivenhet, ydmykhet og fylt med angst." Når vi innser den sanne naturen til vår eksistens vil det falle naturlig for oss å be Allah om hjelp og rettledning og det er derfor Allah lærer oss i denne suraen at "Deg (alene) tilber vi, og hos Deg (alene) søker vi hjelp (Den hellige Koranen, 1:5). I dette verset erklærer vi at vi behøver guddommelig hjelp til enhver tid. Vi bør hele tiden be til Gud om å hjelpe oss både i gode og vonde tider. Hvis vi ikke ber Allah om hjelp vil det bety at vi baserer oss kun på våre egne antrengelser for å oppnå det vi ønsker og dermed bryter prinsippet om Guds enhet. Det er for all del viktig å ta i bruk alle midler en har til å oppnå noe, men samtidig er det viktig å utfylle den personlige innsatsen med bønner.

Å forstå Allahs attributter og Hans uendelig kraft vil få oss til å føle oss ydmyk. Det vil forandre vår oppførsel mot andre mennesker og vi vil innrømme at vi bør ikke være arrogante og stolte. Om vi er arrogante eller misunner andre vil det bety at vi ikke er takknemlige for det Allah har skjenket oss fordi Han er Rahman. Det er ingen synd i å ønske seg mer, men istedet for å være misunnelige på det de andre har bør vi be Allah om mer. Hans skatter er uendelige. Vi bør ta fordel av Hans Rahimiyyat for det vi ønsker oss.

Hensikten med Sura Fatiha er å minne oss om de herlige og praktfulle

selv som overførte energien og massen til planeter, stjerner og livet generelt. Dette skjedde ved den guddommelige veiledningen, en prosess som Kalifatul Masih IV[ra] beskriver som *guddommelig utvelgelse* og viser at Allah er aktivt involvert i alt som skjer i universet. *Rabb* og *Rahman* bekrefter at universet ikke blir drevet av kun naturlovene om fysikk, kjemi og biologi. Disse attributtene betyr at Allah forsørger liv og aktivt opprettholder driften i universet etter å ha skapt det. Den utlovede Messias[as] sier: "Det er Han som forsørger og passer på universet til enhver tid og ethvert partikkel holder seg levende og frisk på grunn av Ham."

Hvis man spør forskere om hvorfor planetene holder seg i en bane vil de begrunne det med tyngdekraften. Men dersom man spør dem om hvor denne tyngdekraften kommer fra vil de ikke ha noen klart svar på det. I følge den hellige Koranen opprettholdes tyngdekraften til enhver tid på grunn av Allah som forsørger universet. Den utlovede Messias[as] sier at " som Rabbil aalameen, forsørger Allah det hele universet, uten til og med et øyeblikksforstyrrelse." Videre sier han at skjønnheten og fullkommenheten av universet bør indikere overfor menneket om et levende guddommelig vesen. Men uheldigvis studerer forskerne kun på det de kan se med egne øyne eller gjennom instrumentene sine. De tror ikke på det usette. Allah sier i den hellige Koranen: Øynene når Han ikke, men Han når øynene, og Han er den som kjenner de minste ting, den Allvitende. (6:104)

Ifølge den utlovede Messias[as] kan man ikke oppnå sikkerhet og standhaftighet i sin tro på Allah uten at man trekker den tredje attributten, *Rahimiyyat,* til seg. I motsetning til attributtene Rabb og Rahman, som kommer inn i spill uten anstrengelse fra menneskeheten, må det aktivt søkes om den tredje attributten Rahimiyyat ved å be til den barmhjertige Allah. Rabb and Rahman får en til å føle at det kan muligens eksistere en guddommelig kraft bak alt det som skjer i universet. Mens når en ber til Allah, velsigner Han oss med Hans attributt *Rahimiyyat,* som da gir oss bekreftelsen på Hans eksistens.

utlovede Messias[as] er denne suraen selve essensen av hele Koranen. Han[as] har sammenlignet sura Fatiha med en rose. Den språklige strukturen følger fin rytme og rekkefølge, lett flytende stil, god vokabulær og har en fabelaktig prakt og ære over seg. Budskapet, ethvert ord og uttrykk,besitter sannhet, visdom og fremkaller trofasthet. Sura Fatiha starter med å introdusere oss for Allahs attributter ved å fortelle oss om hvem skaperen for universet, stjerner og jorden er. Den informerer også om skaperen til mennesket og hva som vil skje med når det dør. Deretter nevnes det indirekte om menneskets rolle og hvor ubetydelig mennesket er i forhold til hele kosmos. Heretter veiledes det om hvordan et mennesket kan be Gud om hjelp og hvordan det kan holde seg på den rette veien som tilslutt kan lede det til fullkommenhet av sjelen.

Dybden av emner omtalt i sura Fatiha er uendelig, men dersom man ser på denne suraen som en helhet, selv overfladisk, handler den om to hoved temaer. Det ene er Guds attributter og det andre er forholdet mellom Gud og mennesket.

Hensikten med menneskets skapelse er å tilbe Allah. Men for å kunne be til Allah er det viktig å forstå Ham. Vi mennesker med vårt begrenset evne kan ikke fatte Allahs natur uten hjelp fra profeter og guddommelige bøker sendt av Ham. Den hellige Koranen er den eneste bevarte guddommelige boken og sura Fatiha beskriver sammendraget av læren i denne boken. Det er derfor sura Fatiha er blitt inkludert i alle de fem daglige bønnene og Hudoor[aba] har bedt oss å resitere den 7 ganger daglig med dyp konsentrasjon. Ved å lese og gruble over denne suraen kan vi begynne å forstå Allah som har skapt oss og forsørger oss.

Sura Fatiha innledes med 4 attributter til Allah. De er:

Rabb, Rahman, Rahim og Maliki Yaum al-Din. Alle andre attributter er grener av disse kjerne attributtene.

Rabb informerer oss om at Han er Skaperen, Forsørgeren og Utvikleren av hele universet. *Rahman* forteller oss om et vesen som har velsignet alt det levende med den perfekte formen. Samlet forteller disse attributtene (Rabb og Rahman) oss om at det ikke var evolusjonen i seg

Viktigheten og betydningen av Sura Fatiha

Mehrin Hayat

Sura Fatiha er det første kapitlet i Den hellige Koranen. I islam er det blitt lagt så mye vekt på dette kapitlet at enhver muslim er pålagt å lese den minst 20 ganger hver dag i de obligatoriske bønnene hver eneste dag. Dersom man også regner med *Sunnah* bønner øker tallet til minst 30. Vi muslimer kjenner til at i islam kan man be frivillig i tillegg til de obligatoriske og sunnah bønnene. Antall ganger sura Fatiha resiteres da i løpet av dagen øker betydelig om man tar med de bønnene også. Spørsmålet som dukker opp er hvorfor er det blitt lagt så mye fokus på akkurat dette kapitlet. Selv ikke trosbekjennelsene (Kalma tayyaba og Shahadah) er det blitt fremhevet så mye at vi må lese det så mange ganger i løpet av en dag. Svaret ligger i selve innholdet i denne suraen.

Sura Fatiha er et sammendrag av læren i den hellige Koranen. Ikke et eneste emnet som er blitt omtalt i Koranen er blitt utelatt i denne suraen. Den hellige Koranen inneholder alle temaer angående det åndelige behovet hos et menneske og gjennomgår alt som er viktig å lære for å kunne oppnå spirituelle nivåer, god oppførsel og for å holde en orden i livet. Det vil ikke være feil å si at alle disse temaer er også blitt omtalt i sura Fatiha. Den utlovede Messias[as] har bevist det i mange av sine bøker. Ifølge Hudoor[as] beskriver suraen et sentralt tema i sin helhet, men ved å ta for seg hvert eneste ord og deres rekkefølge vil man kunne finne de andre omtalte emnene også.

Den hellige Profeten Muhammad[saw] har kalt denne suraen for Ummul Koran (Mor til Koranen). Ifølge Den

de fleste av dem er faktisk ikke klare over dette. *Salat* er obligatorisk under alle omstendigheter, og likevel klarer Satan å lokke dem med verdslige fristelser. Hudoor[aba] oppfordret alle Ahmadi muslimske husholdninger til å redde seg selv fra negative sider ved internett. Hudoor[aba] sa at når vi ber om at våre øyne og ører skal bli velsignet, og for tilfredsstillelse, og for å bli ledet fra mørket til lyset, og for å kunne oppfylle plikter overfor våre ektefeller, og for at våre barn skal bli en kilde til tilfredsstillelse for oss, vil vår oppmerksomhet naturligvis bli ledet vekk fra useriøse og onde tanker. Dermed vil en troende utgjøre en beskyttelse for husholdningen mot Satan.

Hudoor[aba] sa at det er nødvendig at vi i dag benytter oss av de spirituelle og religiøse programmene som sendes på MTA og trossamfunnets nettsider. Og hvis du må se på andre kanaler for underholdningens skyld, burde du se på kanaler som holder seg innenfor anstendighetens grenser. Beskytt deg selv mot løssluppenhet og forseelse, for det kan visselig lede vekk fra Gud. Hudoor[aba] sa at enhver ahmadiyya husholdning burde forsikre seg om at ethvert familiemedlem får med seg fredagstalen på MTA og i tillegg ser på andre programmer minst en time om dagen. I tillegg til å være av religiøs fordel, vil det også beskytte dere mot Satan og skjenke fred og ro i deres hjem.

Hudoor[aba] sa at hvis barn blir gitt muligheten til å forstå deres viktige rolle i husholdningen, vil de ikke søke etter tilfredstillelse utenfor hjemmet og vil derfor heller ikke bli et enkelt bytte for løssluppenhet. Foreldrene burde knytte barna deres til moskeene og underorganisasjonene, som for eksempel Nasirat og Atfal. Jeg vil også oppfordre organisasjonene til å ta vare på deres medlemmer. Lederne burde derfor ha en holdning som leder til forsoning istedenfor å villede dem.

Hudoor[aba] sa at etter å ha akseptert Den utlovede Messias (fred være med ham) må vi ta del i den siste kampen mot Satan og bli sanne hjelpere av samtidens Messias ved å bekjempe Satan. Allah sier at Han er Althørende og Allvitende, derav burde dere be til Ham for at Han skal beskytte dere mot Satans angrep. De med verv i trossamfunnet burde forme deres ord og handlinger i samsvar med Guds ønsker og be om at deres holdninger ikke leder noen til å trå i Satans fotspor. Hudoor[aba] sa at Satan prøver å sjarmere Guds venner til deres siste åndedrag. Vi må vise anger og utføre *Istighfar* for å bli skånet mot han. Hudoor[aba] sa at mens Satans angrep på syndere og overtredere er tydelig, vil han også gå til angrep mot de dydige. En troende burde derfor alltid be og søke Allahs hjelp for å bli skånet mot Satans ondskap.

Hudoor[aba] sa at det er viktig at vi resiterer følgende bønn:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا
وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ

«Vår Here, vi har handlet ondt mot være sjeler, og hvis Du ikke Tilgir oss og ikke viser oss Barmhjertighet, vil vi visselig være blant de villedede.»

Måtte Allah hjelpe oss slik at vi ikke skal trå i Satans fotspor og måtte Han gjøre oss i stand til å handle i overenstemmelse med læren til den hellige Koranen. *Ameen.*

Kilde: brev fra Wakil A'la Tahrik Jadid Anjuman Ahmadiyya
Datert: 26. mai 2016
Oversatt av: Andleeb Anwar

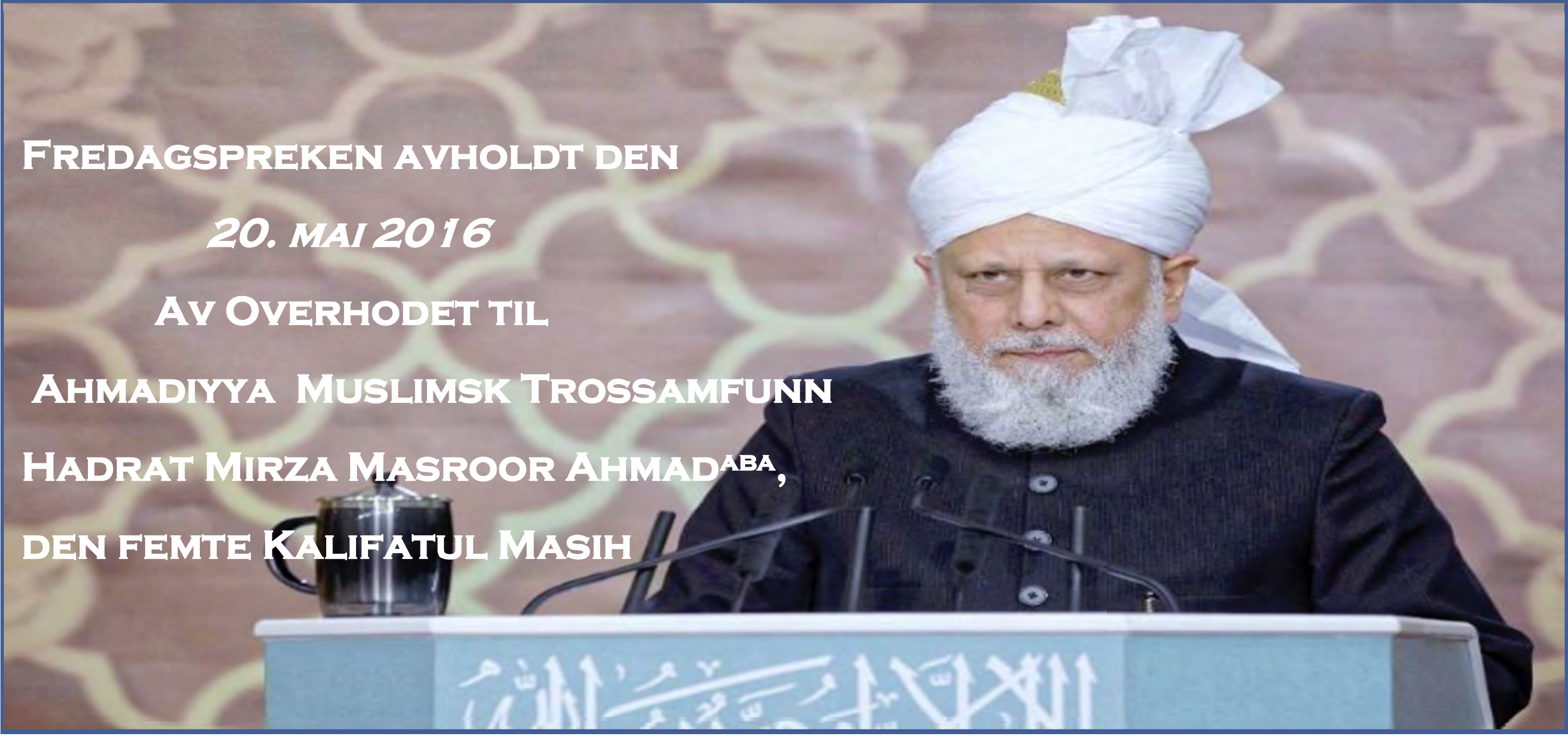

Hadrat Khalifatul Masih V (må Allah være hans Hjelper) Fredagspreken i Nasir moske i Gøteborg, Sverige.

Prekenen ble innledet med resitasjon av vers 22 fra sura Al-Nur:

«Å dere som tror, følg ikke Satans fotspor, og den som følger Satans fotspor, (han skal vite), at han påbyr usømmelighet og det (åpenbart) onde. Og hadde det ikke vært for Allahs nåde og Hans barmhjertighet for dere, så skulle ikke en (eneste) av dere vært ren. Men Allah renser den Han vil. Og Allah er Althørende, Allvitende.»

Hudoor (må Allah være hans Hjelper) sa: I ovennevnte vers har de troende blitt advart fra å følge Satans fotspor, ettersom de også kan bli villedet av Satan. De troende burde beskytte seg selv mot Satans angrep og alltid være oppmerksom på Guds tilstedeværelse. Satan vil enkelte ganger klare å villede mennesket ved å forkle seg i gode gjerninger. Dette verset understreker hvordan ondskap blir skapt og hvordan det sprer seg. For eksempel er *purdah* noe som anses for å være skadelig og påtvunget for å undertrykke kvinnen. Enkelte kvinner blir late i opprettholdelsen av *purdah* etter påvirkning fra samfunnet, men de glemmer at en slik villedelse har blitt nevnt i Den hellige Koranen."

Hudoor[aba] sa at kvinnens kyskhet uttrykkes ved at hun kler seg anstendig og unngår upassende sammenkomster med det motsatte kjønn. Under denne villedende epoken burde Ahmadi muslimer handle med *Istighfar* og søke etter Guds beskyttelse. Den hellige Profeten (må Allahs velsignelser og fred være med ham) har forbudt å besøke hjem med kvinner der deres ektemenn ikke er tilstede. I lyset av dette forbudet la han grunnlaget for tankegangen om at ubeslektede menn og kvinner ikke burde delta i felles sammenkomster uten hemninger, ettersom dette vil gi Satan et påskudd til å utføre ugagn. Ahmadi muslimer burde derfor være forsiktige, spesielt i det vestlige samfunnet.

Hudoor[aba] sa at TV og internett er også kilder til ondskap i vår tid. I de fleste husholdninger klarer verken de voksne eller barna å våkne opp til *Fajr* ettersom de har vært våkne hele natten og enten sett på TV eller surfet på internett. Dette resulterer i at de ikke er i stand til å våkne i tide for *Fajr*, og

MALFOOZAT

Utsagn av

DEN Utlovede Messias

Hadrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[as]

La Ilaha Illallah Muhammadur Rasulullah. Ingen er verdig tilbedelse unntagen Allah. Muhammad[saw] er Allahs Sendebud. Vår tro, som vi har i dette liv her på jorden og som vi fortsetter å holde fast ved til vi går videre til den neste verden, er den at vår åndelig leder og mester, Muhammad, må Allahs velsignelser og fred være med ham, er den øverste av profetene og den beste av sendebudene. Ved hans hender er religionen blitt fullhendt, og den velsignelsen fra Allah som leder menneskene på den rette vei og videre til Gud Selv er blitt fullbyrdet. Vi har denne positive tro med absolutt sikkerhet at den hellige Koranen er den høyeste av alle de guddommelige bøkene, og ikke en tøddel kan legges til eller trekkes fra dens foreskrevne lære, regler, befalinger og forbud. Det vil ikke bli noen åpenbaring av ord fra Gud som vil endre, avskaffe, forandre eller vende på noen av påleggene fra den hellige Koranen. Om noen har et slikt syn, opphører han etter vårt syn å høre til de troende og blir dermed en vantro. (Roohani Khazain bind 3: Izala-e-Auham).

Dere som bebor jorden! Å dere menneskeånder som oppholder dere i øst eller i vest! Jeg inviterer dere i fullt alvor til å godta det faktum at den eneste sanne tro i verden i dag er islam og at den Sanne Gud er Den Gud som er blitt nevnt i den hellige Koranen, og den profet som har evig åndelig liv – den som sitter på ærens og renhetens trone – er den hellige Profeten Muhammad, den utvalgte, må Allahs velsignelser og fred være med ham. (Roohani Khazain bind 15: Tiryaq-ul-Qulub s. 7)

Utvalg av Den utlovede Messias[as] skrifter, s. 23

HADITH

Utsagn av Den hellige Profeten

MUHAMMAD[SAW]

Hadrat Anas[ra] forteller at Den hellige Profeten[saw] sa: En person er ikke en troende, med mindre han ønsker sin bror det han ønsker for seg selv. **(Bukhari, Kitabul Aman)**

Den hellige Profeten[saw] har sagt at: Alle uansett nasjon eller stamme de tilhører, uansett stituasjon i livet de befinner seg i, er like. Slik som fingrene i våre to hender er like, så er menneskene også like. Ingen har rett til å kreve overlegenhet over en annen. Dere er brødre.

(Den hellige Profeten[saw] sin siste preken, gitt den niende dagen i Dhul Hijjah 10 AH (630 AD); Sihah Sitta, Tabari, Hisham, Khamis og Baihaqi)

Sura Al-Ahzab

vers 41-48

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ
شَىْءٍ عَلِيمًا {33:41} يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا {33:42} وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً
وَأَصِيلًا {33:43} هُوَ ٱلَّذِى يُصَلِّى عَلَيْكُمْ وَمَلَٰٓئِكَتُهُۥ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ۚ
وَكَانَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا {33:44} تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُۥ سَلَٰمٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا
{33:45} يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا {33:46} وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ
وَسِرَاجًا مُّنِيرًا {33:47} وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا {33:48}

Muhammad er ikke far til noen av deres menn, men han er Allahs sendebud og profetenes segl, og Allah har viten om alle ting. Å dere troende, ihukom Allah meget, og lovpris Ham morgen og kveld. Det er Ham som sender Sine velsignelser over dere, og Hans engler (ber for dere), at Han må bringe dere ut av (all slags) mørke og inn i lyset, og Han er barmhjerting mot de troende. Deres hilsen på den dag, da de møter Ham, skal være: Salam (Fred). Og Han har beredet dem en ærefull belønning. Å du Profet, Vi har visselig sendt deg som et vitne og en forkynner av gledelig budskap, og en advarer, og som en som kaller til Allah på Hans befaling, og som en opplysende sol. Og forkynn de troende det gledelige budskap, at de vil oppnå stor nåde fra Allah.

Visdomsord	3
Fredagspreken av Hadrat Mirza Masroor Ahmad[aba]	6
Viktighet og betydningen av sura Fatiha	8
Profeten Muhammad[saw] lære om reliogionsfrihet	13
Den islamske kalenderen	15
Milad-un-Nabi	19
Tahrik-e-Jadids blomstring	21
Angstlidelse	23
Spørsmål og svarsesjon med Hudoor[aba]	26
Barnesider	

Kontaktinformasjon:

Adresse: Bait-un-Nasr moske, Søren Bulls vei 1, 1051 Oslo
Tlf: 22325859 **Fax:** 22437817
E-mail: zainab_ishaat @yahoo.com
Nasjonal Amir: Chaudhry Zahoor Ahmad
Leder Lajna Imaillah: Bilqees Akhtar
Redaktør urdu del: Mansoora Naseer
Redaktør norsk del: Mehrin Hayat

Beskjed

fra Hadrat Khalifatul Masih V[aba]

Ærede president Lajna Imaillah Norge

Fred være med dere.

Jeg har mottatt utgave av «Zainab» fra dere, Må Allahs velsignelser være med dere. Dette magasinet er en god innsats fra publikasjons avdeling. Alhamdulliah nivået for innholdet i magasinet er meget bra. Måtte Allah hjelpe denne publikasjonen til å styrke lajna og nasrat både på det åndelige og kunnskapsrike nivået.

Fred være med dere,

Mirza Masroor Ahmad

Khalifatul Masih V